كُفّار سے مُشابہت
ایک شرعی و تحقیقی جائزہ
مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ
جو جیسا وہ ویسا
ناصر بن عبد الکریم العقل

بسم اللہ الرحمن الرحیم

معزز قارئین توجہ فرمائیں!

کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ....

- عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد اپ لوڈ (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹو کاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات نشرواشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

☆ تنبیہ ☆

- کسی بھی کتاب کو تجارتی یامادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔
- ان کتب کو تجارتی یادیگرمادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی وشرعی جرم ہے۔

﴿اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں﴾

- نشرواشاعت، کتب کی خرید وفروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں۔

kitabosunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کفار سے مشابہت

ایک شرعی و تحقیقی جائزہ

مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ

جو جیسا وہ ویسا

تالیف : ناصر بن عبدالکریم العقل

اردو ترجمہ: ابو اسامہ محمد طاہر آصف حفظہ اللہ

دارالسلام

پبلیشرز اینڈ ڈسٹری بیوٹر

تقدیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ، وَالصَّلاةُ وَالسَّلامُ عَلٰى اَشْرَفِ الْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ ، وَعَلٰى آلِهٖ وَ صَحْبِهٖ وَأَهْلِ طَاعَتِهٖ أَجْمَعِيْنَ : وَبَعْدُ .

زیرنظر رسالہ بعنوان ''مشابہت کفار کی شرعی حیثیت'' دراصل رسالہ (مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ) کا اردو ترجمہ ہے۔اصل عربی رسالہ معروف اسکالر ڈاکٹر ناصر عبدالکریم العقل کی تالیف ہے' جبکہ اردو ترجمہ کی سعادت ہمارے فاضل بھائی محترم مولانا محمد طاہر آصف حفظہ اللہ کے حصہ میں آئی۔ **فجزاهم الله خير الجزاء واسعدهم فى الدرسيه.**

کتاب کی فہرست اور چیدہ چیدہ مقامات کے مطالعہ سے میں اس مختصر مگر انتہائی جامع رسالہ کی افادیت واہمیت کا اعتراف کئے بغیر نہ رہ سکا۔ بلکہ آج کے اس پرفتن دور میں اس قسم کے موضوعات پر لکھنے کی اشد ضرورت ہے' کیونکہ یہود وہنود اپنی بھرپور منصوبہ بندی اور بے انتہاء وسائل کے ساتھ اپنی نجس اور انتہائی زہریلی ثقافت کے ذریعہ مسلمانوں پر عمومی یلغار کر چکے ہیں۔اور مسلمان اسی ظاہری چمک دمک سے مرعوب نظر آتے ہیں بلکہ اس ثقافت کو اپنانے پر فخر محسوس کرتے ہیں (اِلَّا مَنْ رَحِمَ رَبُّكَ)

ہندوستان کے بعض عیار سیاستدانوں نے تو صاف کہہ دیا ہے کہ اب ہمیں پاکستان سے میدان جنگ میں لڑنے کی زحمت نہیں اٹھانی چاہیے اب تو ہم نے اپنی ثقافت پاکستان کے ہر گھر میں پہنچادی ہے اور ایک ایک پاکستانی کے دل پر ہماری ثقافت حکمرانی کر رہی ہے۔

ہندو کی یہ سوچ ہمارے لئے ایک المیہ اور لمحہ فکریہ ہے غیروں کی اقدار' تہذیب وثقافت اور عقائد ورسوم ہمارے لیے دنیا وآخرت میں مہلک ثابت ہوں گے۔ ذرا تاریخ کے اوراق پلٹئے اور اپنے عروج

وزوال کی داستانیں ملاحظہ کیجئے امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کیا خوب فرمایا تھا:

نَحْنُ قَوْمٌ أَعَزَّنَا اللهُ بِالاِسْلَامِ وَاِذَا طَلَبْنَاهُ فِيْ غَيْرِهِ أَذَلَّنَا اللهُ

''ہم وہ لوگ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اسلام کے ساتھ مربوط ومنسلک رہنے میں عزت عطا فرمائی ہے' اگر ہم نیا سلام کے علاوہ کسی دین یا تحریک سے اپنی عزت کی راہیں ڈھونڈنے کی کوشش کی تو اللہ تعالیٰ ہمیں ذلیل کردے گا۔''

ہم محترم محمد طاہر آصف کے تہہ دل سے ممنون ہیں کہ ایک بڑے مناسب وقت میں اس رسالہ کا ترجمہ کیا اور اسے قارئین تک پہنچانے کا اہتمام کیا۔ہم اس مسئلہ کی اہمیت کا احساس کرتے ہوئے اس رسالہ کے مطالعہ اور اسے مزید عام کرنے کا مشورہ دیں گے۔اس مسئلہ کا عقیدہ کے ساتھ بھی گہرا ربط ہے۔دیگر عادات وتقالید' رہن سہن' کردار وگفتار' اوڑھنا بچھونا' اٹھنا بیٹھنا' چلنا پھرنا' کھانا پینا' ہر مسئلہ میں استقامت کا راستہ سنت رسول ہی کا راستہ ہے۔اغیار کی مشابہت میں کوئی خیر وبرکت نہیں۔جبکہ اس کا انجام بھی انتہائی بھیانک ہے۔

آج مسلمان کتاب وسنت کے ساتھ تعلق جوڑ لیں اور کفار کی تقلید وتشبیہ سے اپنے آپ کو بچالیں تو اللہ تعالیٰ ان کے تمام معاملات کوسنوار دے گا۔(**وَمَا ذٰلِکَ عَلَى اللهِ بِعَزِيْزٍ**) اللہ تعالیٰ الشیخ ناصر بن عبدالکریم العقل کو اس عظیم تالیف پر اور مولانا محمد طاہر آصف صاحب کو انتہائی واضح اور سلیس ترجمہ پر جزائے خیر عطا فرمائے۔ان کی یہ نیکی روز قیامت میزان حسنات کا ذخیرہ بن جائے' اور اس سلسلہ کا نفع عام کردے۔اور اس سسکتی اور تڑپتی انسانیت کو تقالید کفر کے چنگل سے نکل کر وحی الٰہی کا مضبوط ومستحکم سہارا نصیب ہوجائے۔

فضیلۃ الاستاذ الشیخ عبداللہ ناصر رحمانی حفظہ اللہ

امیر جماعت اہل حدیث سندھ

مُقدّمہ

اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰہِ نَحْمَدُہُ وَنَسْتَعِیْنُہُ وَنَسْتَغْفِرُہُ وَنَتُوْبُ اِلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِہِ مِنْ شُرُوْرِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ أَعْمَالِنَا وَمَنْ یَھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہُ وَمَنْ یُضْلِلْ فَلَا ھَادِیَ لَہُ وَاَشْھَدُ أَنَّ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہُ لَا شَرِیْکَ لَہُ ، اَلْقَائِلُ فِي کِتَابِہِ الْکَرِیْمِ

﴿ وَلَن تَرْضَیٰ عَنْکَ الْیَھُودُ وَلَا النَّصٰرَیٰ حَتَّیٰ تَتَّبِعَ مِلَّتَھُمْ ﴾ (البقرۃ (۲/ ۱۲۰)

’’یہ یہودی اور عیسائی اس وقت تک ہرگز آپ سے خوش نہ ہونگے جب تک کہ آپ ان کے طریقے پر نہ چلیں۔‘‘

لَتَتَّبِعُنَّ سُنَنَ مَنْ کَانَ قَبْلِکُمْ شِبْرًا بِشِبْرٍ وَذِرَاعًا بِذِرَاعٍ حَتّٰی لَوْ دَخَلُوْا جُحَرَ ضَبٍّ تَبِعْتُمُوھُمْ قُلْنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ الْیَھُوْدُ وَالنَّصَارٰی ؟ قَالَ فَمَنْ ؟ .

(صحیح البخاری ، کتاب الاعتصام باب قول النبی ﷺ لتتبعن سنن ومن کان قبلکم حدیث : ۷۳۲۰ ، صحیح مسلم ، کتاب العلم باب اتباع سنن الیھود والنصاری: ح ۲۶۶۹)

’’تم ضرور اپنے سے پہلے لوگوں کے طور وطریقوں کی اس طرح پیروی کروگے جس طرح ایک بالشت دوسری کے برابر ہوتی ہے حتیٰ کہ اگر وہ گوہ کے بل میں گھسے تو تم اس میں بھی ان کے پیچھے لگو گے ۔ہم نے کہا' یارسول اللہ کیا وہ یہودی اور عیسائی ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا' تو اور کون ہیں؟‘‘۔

’’مَنْ تَشَبَّہَ بِقَوْمٍ فَھُوَ مِنْھُمْ‘‘ (أبو داؤد ، ح : ٤٠٣١)

’’جو شخص جس قوم کی مشابہت اختیار کرے وہ انہی میں سے ہے۔‘‘

برادران اسلام ! مشابہت کفار ایک ایسا اہم ترین موضوع ہے جس پر اسلام نے خاص توجہ دی ہے اور ہادی برحق علیہ السلام وہ ذات گرامی ہیں جنہوں نے امانت ورسالت کو لوگوں تک پہنچانے اور امت کی خیر خواہی میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا آپ علیہ السلام نے بھی اکثر مواقع پر مختصر طور پر اور کہیں مکمل

تفصیل کے ساتھ کفار کی مشابہت اختیار کرنے سے خبردار فرمایا۔اس امت کے مختلف گروہوں نے کفار کی مشابہت اختیار کی اور اسے اختیار کرنے میں یہ لوگ مختلف درجوں میں منقسم نظر آتے ہیں اس معاملے کی سنگینی اوراس سے درپیش خطرات مختلف زمانوں میں مختلف رہے ہیں یقیناً یہ مبالغہ آرائی نہ ہوگی اگر میں یہ کہوں کہ موجودہ دور میں اختیار کی جانے والی مشابہت گذشتہ ادوار سے زیادہ خطرناک ہے۔اس قدر اہم ہونے کے باوجود بھی یہ موضوع اب تک اہل علم کی خصوصی توجہ سے محروم رہا میرے خیال میں مشابہت کفار کو مکمل وضاحت کے ساتھ بیان کرنا موجودہ دور کے مسلمانوں کی اہم ترین ضرورت ہے جسے پورا کرنا ہر طالب علم کی ذمہ داری ہے چونکہ یہ موضوع بہت وسیع ہے اس لیے میں اس کے چند اہم پہلوؤں کو ہی احاطۂ تحریر میں لاؤں گا۔

پہلے ہمیں ان اصول وقواعد کو اچھی طرح سمجھ لینا چاہیے جن کا جاننا ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ تا کہ عقائد وعبادات اور عادات ومعاملات میں مشابہت سے بچا سکے۔

دکتور ناصر بن عبدالکریم العقل حفظہ اللہ

ریاض ‘سعودی عرب

مشابہت کا مفہوم

لغوی اعتبار سے لفظ ''التشبہ'' مشابہت سے ماخوذ ہے اور مشابہت نام ہے مماثلت، نقل، تقلید اور پیروی کا۔ نیز مشابہت سے مراد وہ چیزیں ہیں جو آپس میں ملتی جلتی ہوں لہٰذا جب یہ کہا جائے کہ فلاں نے فلاں کی مشابہت اختیار کی تو مطلب یہ ہوتا ہے کہ اس کی نقل اور پیروی اختیار کر کے اس جیسا ہو گیا۔

ایسی مشابہت جس میں قرآن وسنت میں ممانعت آئی ہے۔ کفار کے عقائد وعبادات یا ان عادات واطوار میں مشابہت جو ان کی پہچان ہیں کسی طرح جائز نہیں اسی طرح معاشرے مے غیر صالح افراد سے مشابہت بھی ناجائز ہے اگرچہ بظاہر وہ مسلمان ہی کیوں نہ ہوں۔ جیسے بدکار، فاسق وفاجر اور جہلاء وغیرہ اسی طرح وہ بدگنوار بھی اسی زمرے میں آتے ہیں جن کے دلوں میں ایمان پوری طرح راسخ نہیں ہوا ان کی تفصیل انشاء اللہ آگے آئے گی۔

مشابہت کے باب میں یہ قاعدہ یاد رکھنا چاہیے کہ وہ چیزیں مشابہت کے ضمن میں نہیں آتیں جن کا تعلق کفار کے عقائد، عبادات یا عادات وغیرہ سے نہیں یا وہ چیزیں جو ان کی پہچان یا ان کے ساتھ خاص نہیں۔ وہ باتیں بھی جو کسی شرعی حکم کے خلاف نہیں اور نہ ان کے کرنے سے کسی فتنہ وفساد پھیلنے کا ڈر ہے۔

کفار کی مشابہت سے کیوں منع کیا گیا ہے؟

ابتدائی طور پر ہمیں اسلام کا یہ اصول سمجھ لینا چاہیے کہ دین کی بنیاد تسلیم ورضا اور اطاعت پر ہے یعنی اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت۔ اطاعت نام ہے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی بتائی ہوئی باتوں کی تصدیق کا۔ اللہ کے احکام کی بجا آوری اور منع کی گئی چیزوں سے اجتناب اور آپ علیہ السلام کی مکمل

اتباع و پیروی کا جب یہ اصول ہم نے سمجھ لیا تو پھر ایک مسلمان کو چاہیے کہ:

- ہر اس بات کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دے جو رسول مقبول ﷺ کی طرف سے ہو۔
- آپ ﷺ کی اطاعت اور احکام کی تعمیل کرے جن میں سے ایک مشابہت کفار سے اجتناب کا حکم ہے۔
- جب ایک مسلمان تسلیم و رضا کے مطمئن ہو جائے' اللہ تعالیٰ کی بیان کردہ اور عطا کی ہوئی شریعت پر مکمل اعتماد اور کامل یقین کے ساتھ اطاعت بجا لائے تو پھر اس کے لیے جائز ہے کہ وہ شرعی احکام کی وجوہات' اسباب اور حکمتیں تلاش کرے۔

یوں ہم کہہ سکتے ہیں کہ کفار کی مشابہت سے روکنے کے لیے بہت سارے اسباب ہیں اور ارباب عقل و دانش اور خوش فطرت لوگوں کو ان میں سے اکثر کی معرفت حاصل ہو جاتی ہے۔

- کفار کے تمام اعمال کی بنیاد گمراہی اور فساد پر ہے: کفار کے اعمال کے متعلق یہ ایک طے شدہ اصول ہے کہ ان کے اعمال آپ کو پسند آئیں یا آپ انہیں ناپسند کریں۔ وہ اعمال بظاہر فتنہ انگیز ہوں یا فساد ان کے باطن میں چھپا ہوا ہو۔ ان کے اعمال کی بنیاد بہر حال گمراہی' انحراف اور فساد پر ہی ہے۔ ان کے عقائد ہوں یا عادات و عبادات عام طور اطوار ہوں یا جشن و تہوار۔ یہ سب خیر و بھلائی سے یکسر خالی ہیں۔ فرض کریں ان میں کوئی اچھی بات ہو بھی تو ان کے لیے سودمند نہیں ہو سکتی کیونکہ وہ اس پر اجر و ثواب نہ پا سکیں گے۔ جیسا کہ فرمان ربانی ہے:

﴿ وَقَدِمْنَآ اِلَىٰ مَا عَمِلُواْ مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰهُ هَبَآءً مَّنْثُوْرًا ﴾ (الفرقان: ۲۵/۲۳)

''اور ہم ان کے اعمال کی طرف متوجہ ہوں گے جو انہوں نے کیے پس ہم انہیں اڑتی ہوئی خاک کی مانند بنا دیں گے۔''

- کفار سے مشابہت: یہ چیز اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کا سبب بننے کے ساتھ

ساتھ اسے مسلمانوں کے صراط مستقیم سے ہٹا کر گمراہی کی طرف لے جاتی ہے جس کے متعلق شدید وعید آئی ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَنْ يُشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِن م بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَىٰ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُوْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّىٰ وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ وَسَآءَ تْ مَصِيْرًا﴾ (النساء:٤/١١٥)

''جو شخص رسول کی مخالفت کرے اور اہل ایمان کی راہ کو چھوڑ کر کسی اور راہ چلے درآں حالیکہ اس پر ہدایت کی راہ واضح ہو چکی ہے۔تو ہم اس کو اس طرف چلائیں گے جدھر وہ خود پھر گیا اور اسے جہنم میں جھونکیں گے جو بدترین ٹھکانہ ہے۔''

- مشابہت اختیار کرنے والا اور جس کی مشابہت اختیار کی جا رہی ہے دونوں کے مابین اسی مشابہت کی بنا پر ایک ظاہری مناسبت اور ارادت مندی پیدا ہو جاتی ہے پھر اس سے قلبی میلان اور موافقت کے ساتھ ساتھ قول وعمل کی ہم آہنگی بھی جنم لیتی ہے۔جبکہ یہ بات ایمان کے منافی ہے جو کسی مسلمان کو زیب نہیں دیتی۔

- اکثر اوقات یہی مشابہت' کفار سے دلبستگی کا سامان پیدا کر کے دل میں ان کے لیے پسندیدگی کا جذبہ ابھارتی ہے اور یوں ان کا مذہب' عادات واطوار' ان کی باطل پرستی اور شر انگیزی حتیٰ کہ ان کی ہر بری بات بھی بھلی لگنے لگتی ہے۔

اس قلبی میلان اور پسندیدگی کا لازمی نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ سنت مطہرہ کی اہمیت کم ہو جاتی ہے اور رشد وہدایت جسے رسول مقبول ﷺ لے کر آئے اور جسے سلف صالحین نے اپنا منہج بنایا' تحقیر' ناقدری اور بے توجہی کا شکار ہو جاتی ہے۔کیونکہ جس شخص نے کسی قوم سے مشابہت اختیار کی گویا اس نے ان سے موافقت کر لی اور ان کے طور واطوار اور افعال اسے بھا گئے جبکہ عام حالات میں انسان کو اپنے مخالفین کی کوئی بات یا کام بھی اچھا نہیں لگتا۔

○ یہ مشابہت ہی ہے جو فریقین کے دل میں محبت ومودت، قلبی لگاؤ اور یگانگت کا سبب بنتی ہے۔ایک مسلمان جب کسی کافر کی پیروی اور نقل کرتا ہے تو وہ یقیناً اپنے دل میں اس کے لیے نرم گوشہ رکھتا ہے یوں ایک طرف اس کا دل غیر مسلموں کی محبت والفت کی آماجگاہ بن جاتا ہے اور دوسری جانب اس کے دل میں پرہیز گار، متقی اور شرعی احکام کے پابند مسلمانوں کے لیے شدید نفرت پیدا ہو جاتی ہے۔

یہ ایک فطری بات ہے جسے ہر صاحب عقل اچھی طرح سمجھ سکتا ہے۔خاص طور پر جب مشابہت اختیار کرنے والا اجنبیت اور احساس کمتری کا شکار ہو تو یہ شخص جس کی پیروی کرنے کی کوشش کرتا ہے یقیناً اس کی عظمت کا قائل ہونے کے ساتھ ساتھ اس سے محبت والفت کا جذبہ بھی رکھتا ہے۔اور اگر ایسا نہ بھی ہو بلکہ صرف ظاہری شکل وصورت اور عادات واطوار تک ہی مشابہت وہم آہنگی محدود ہو تب بھی یہ ایک خطرناک صورتحال ہے۔کیونکہ ظاہری شکل وصورت میں مشابہت باطنی موافقت کا سبب ضرور بنتی ہے۔اس بات کو ہر وہ شخص بخوبی سمجھ سکتا ہے جو اس قسم کے عادات واطوار پر تھوڑا سا غور وفکر کرلے۔

مثال سے یہ بات مزید واضح ہو جائے گی کہ مشابہت اختیار کرنے والوں کے درمیان واقعتاً محبت والفت اور مناسبت وموافقت پائی جاتی ہے۔جیسے کوئی اجنبی شخص کسی دوسرے ملک میں اپنے ہم زبان اور ہم لباس کو دیکھے تو وہ ضرور اس وقت اس کے لیے اپنے دل میں محبت والفت کے جذبات زیادہ محسوس کرے گا بہ نسبت اس کے کہ وہ اسے اپنے ہی ملک میں دیکھتا۔جب کوئی انسان یہ محسوس کرتا ہے کہ دوسرا شخص اس کی نقل کر رہا ہے تو اس تقلید کرنے والے کے لیے اس کے دل میں خوشگوار جذبات جنم لیتے ہیں ۔یہ تو ہے عمومی صورت حال مگر اس وقت صورت کیا ہوگی جب کوئی مسلمان کسی کافر کو پسند کرنے کی بنا پر اس کی نقالی اور تقلید کر رہا ہو۔

حاصل کلام یہ ہے کہ جب کوئی مسلمان کسی کافر کی نقل کرنے کی کوشش کرتا ہے تو اس کے تحت الشعور میں رضا ورغبت اور پسندیدگی کے عوامل ہی کارفرما ہوتے ہیں ۔پھر یہی نقل ومشابہت مودت اور محبت کا

ذریعہ بنتی ہے۔جس کا مشاہدہ ہم اکثر مغرب زدہ اور مغربیت پسند مسلمانوں میں کرتے ہیں۔

○ مشابہت سے ہمیں اس لیے بھی روکا گیا ہے کہ جب کوئی مسلمان کسی کافر کی مشابہت اختیار کرتا ہے تو یہ مشابہت اسے ذلت وپستی کے گڑھے میں گرادیتی ہے۔جہاں وہ احساس کمتری کے ساتھ ساتھ شکست خوردہ بھی دکھائی۔اس ذلت میں آج اکثر وہ لوگ مبتلا نظر آتے ہیں جو کفار کی تقلید اور نقالی میں لگے ہوئے ہیں۔

بعض اہم اصولوں پر ایک نظر

جن کی بنا پر ہم مذموم اور ممنوعہ مشابہت کا معیار سمجھ سکیں۔

رسول اللہ ﷺ نے اپنی پاکیزہ اور سچی ترین زبان سے پیشین گوئی فرمائی ہے جو بلاشبہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے آپ ﷺ نے فرمایا:

''لَتَتَّبِعُنَّ سُنَنَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ شِبْرًا بِشِبْرٍ وَذِرَاعًا بِذِرَاعٍ''

(بخاري، حديث ۷۳۲۰، مسلم حديث ۲٦٦٩)

''تم ضرور اپنے پہلوں کی ہو بہو اس طرح پیروی کرو گے جیسے ایک بالشت دوسری بالشت کے اور ایک بازو دوسرے بازو کے برابر ہوتا ہے''۔

اس کے علاوہ بھی بہت سی احادیث ہیں جن سے یہ واضح ہوتا ہے کہ اس امت کے کچھ گروہ کفار کی مشابہت میں مبتلا ہوجائیں گے۔حدیث پاک میں جو''سنن'' کا لفظ استعمال ہوا ہے علماء کرام فرماتے ہیں کہ اس میں کفار کے عقائد' عبادات' احکام وعادات' طور واطوار اور عیدیں اور تہوار سبھی شامل ہیں۔

''اَلَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا'' ہم سے پہلے لوگ۔اس سے کون مراد ہیں۔

اس سلسلے میں مختلف احادیث میں وضاحت آئی ہے۔جن کا یہاں ذکر کرنا ضروری نہیں تاہم ان میں

سے بعض کی تفصیل قارئین کی نذر کی جاتی ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا ''اَلَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا'' سے مراد اہل فارس اور اہل روم ہیں۔ اسی طرح آپ نے فرمایا کہ وہ اہل کتاب ہیں یعنی یہودی اور عیسائی۔ اسی طرح ان سے مراد عمومی کفار اور مشرکین بھی بیان فرمایا۔ یہ تمام تشریحات آپس میں ملتی جلتی ہیں۔ اسی طرح آپ علیہ السلام کے فرامین سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ کفار کی مشابہت اختیار کرنے والے لوگ مختلف گروہوں میں بٹے ہوئے ہونگے۔

آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس امت میں ہمیشہ ایسے لوگوں کی جماعت موجود رہے گی جو حق پر جمے رہیں گے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تائید ونصرت حاصل کرنے والے اور حمایت یافتہ لوگ ہوں گے۔ یہ برملا حق کا اظہار کرنے والے، نیکی کا حکم کرنے اور برائی سے روکنے والے ہوں گے ان کی مدد سے ہاتھ کھینچ لینے والے اور ان کی مخالفت کرنے والے انہیں کوئی نقصان نہ پہنچا سکیں گے۔''

یہی جماعت ''الفرقة الناجية'' ہے۔ یعنی کامیاب وکامران جماعت۔ ان کے کامیاب وکامران ہونے کا تقاضا یہ بھی ہے کہ وہ کفار کی مشابہت سے دور ہیں۔ سو آپ ﷺ کی پیش گوئی کہ یہ امت پچھلی ہلاک شدہ امتوں کی پیروی کرے گی، اس سے مراد افتراق کا شکار امت کے ایسے مختلف گروہ ہیں جو اتباع سنت اختیار کرنے والی جماعت کی سیدھی راہ چھوڑ کر الگ ہو گئے۔

- نبی علیہ السلام نے جہاں یہ خبر دی کہ یہ امت مشابہت کفار میں مبتلا ہو گی وہاں اس موذی مرض سے بچنے کی بھی سخت تلقین فرمائی۔ مثال کے طور پر:

آپ ﷺ کا مشابہت سے متعلق خبردار کر دینا ہی تنبیہ کے مترادف ہے۔

نبی ﷺ نے کفار کی مشابہت سے بچنے کی جو تلقین فرمائی ہے وہ مختصر بھی ہے اور جامع بھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

''مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ'' (ابوداؤد، ح: ٤٠٣١)

''جو شخص جس قوم کی مشابہت اختیار کرتا ہے وہ انہی میں سے ہے۔'' اسی طرح اس حدیث میں بھی ہے۔

''لَتَتَّبِعُنَّ سُنَنَ مَنْ كَانَ قَبْلِكُمْ'' (بخاري ، حديث ٧٣٢٠)

کہ تم اپنے سے پہلوں کی پیروی کرو گے۔

تو یہ آپ نے خبردار کرنے کے لیے فرمایا کہ دیکھو مشابہت کا دور ہوگا تو تم بچ کر رہنا۔ اسی طرح اور بہت ساری احادیث مبارکہ ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

''خَالِفُوا الْمُشْرِكِيْنَ''

مشرکین کی مخالفت کرو۔''

پھر فرمایا:

''خَالِفُوا الْيَهُودَ''

یعنی ''یہودیوں کی مخالفت کرو۔''

اور فرمایا:

''خَالِفُوا الْمَجُوْسَ''

یعنی ''مجوسیوں کی مخالفت کرو۔''

یہ سب ایسے واضح احکامات ہیں جن میں مشابہت اختیار کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ مشابہت سے متعلق آپ ﷺ نے وہ تفصیلی فرامین ان شاء اللہ آٹھویں باب میں بیان کیے جائیں گے، جن میں آپ علیہ السلام نے نمونے کے طور پر چند امور کے متعلق خبردار فرمایا دیا کہ بعض مسلمانوں سے کفار کی مشابہت کا ارتکاب ہوگا۔ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اس خطرہ سے پیشگی متنبہ فرما دیا تاکہ ہم اس سے بچ سکیں۔

رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان بھی انتہائی اہم ہے کہ اس امت میں ایک جماعت حق پر کاربند رہے گی ۔جوان سے دشمنی کریں گے یا ان کی حمایت ومدد سے ہاتھ کھینچیں گے وہ انہیں قیامت تک کوئی نقصان نہیں پہنچا سکیں گے۔مشابہت کے مسائل پر نظر ڈالتے وقت ان اصول وقواعد کو ایک دوسرے سے الگ نہیں کیا جاسکتا۔کیونکہ اگر ہم ان احادیث کو علیحدہ علیحدہ دیکھیں گے تو بعض لوگوں کو یقیناً یہ وہم ہوگا کہ شاید تمام مسلمان ہی مشابہت کا شکار ہوجائیں گے۔حالانکہ یہ ناممکن ہے کیونکہ یہ بات دین حنیف کی حفاظت کے منافی ہے۔اور حفاظت اللہ تعالیٰ نے خود اپنے ذمہ لی ہے۔اسی طرح یہ چیزیں نبی علیہ السلام کے فرمان سے بھی متصادم ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا'اس امت میں ایک جماعت ہمیشہ حق پر رہے گی ۔اگر صرف اس حدیث کو لیکر دوسری حدیث کو چھوڑ دیں جس میں آپ نے فرمایا کہ تم ضرور اپنے سے پہلوں کے طریقوں کی پیروی کروگے'تو بعض لوگ غلط فہمی میں مبتلا ہوسکتے ہیں کہ شاید یہ امت کفار کی مشابہت سے بالکل پاک ہے۔حالانکہ بات دراصل یہ ہے کہ امت وسط یعنی اہل سنت کی جماعت ہمیشہ موجود رہے گی۔یہ لوگ سنت مطہرہ پہ کاربند اور کفار کی مشابہت سے دور رہیں گے اور دوسرے گروہ جو اہل سنت کی راہ چھوڑ بیٹھے ہیں ان کا یہ افتراق وگمراہی اصل میں مشابہت کفار ہی کا شاخسانہ ہے۔بلا شبہ اس امت میں موجود جتنے گروہ اور جماعتیں ہیں ان میں سے کوئی ایک جماعت بھی ایسی نہیں کہ جس نے سنت مطہرہ سے دوری بھی اختیار کی ہو اور وہ پچھلی امتوں کے اطوار وعادات اپنانے سے محفوظ بھی رہے ہوں۔جیسے آئندہ مثالوں سے ان شاءاللہ یہ بات واضح ہوگی۔

جن امور میں کفار کی مشابہت سے روکا گیا ہے

عامۃ الناس کو چار قسم کے امور میں کفار کی مشابہت سے روکا گیا ہے۔

جو درج ذیل ہیں:

① : **اعتقادی امور:** مشابہت کے باقی ماندہ امور میں سے یہ معاملہ سب سے زیادہ خطرناک ہے۔عقائد میں مشابہت دراصل کفر اور شرک ہے۔ جیسے نیک لوگوں کو مقدس جان کر ان کی تعظیم میں مبالغہ آرائی کرنا۔اسی طرح اقسام عبادت میں کسی کا رخ غیر اللہ کی طرف پھیر دینا یا مخلوق میں سے کسی کو اللہ کا بیٹا یا اللہ کا باپ بنا دینا جیسے عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور یہودیوں نے حضرت عزیز علیہ السلام کے بارے میں دعویٰ کیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے بیٹے ہیں۔ دین میں فرقہ بندی[①] یا قانون الٰہی کی بالا دستی تسلیم کرنے کی بجائے کوئی دوسرا قانون اپنا لینا۔ یہ اور اس طرح کے دوسرے کفر و شرک کے جو معاملات ہیں ان سب کا تعلق عقائد سے ہے۔

② : **جشن و تہوار:**

عید و تہوار اگرچہ عبادات ہی میں داخل ہیں۔لیکن بعض اوقات ان کا شمار عادات میں ہوتا ہے مگر شریعت نے نے مختلف دلائل اور قطعی احکام کے ذریعے انہیں خاص کر دیا ہے۔

ان کی اہمیت کے پیش نظر خصوصی طور پر ان کے منانے میں کفار کی مشابہت سے روکا گیا ہے اور یہ بھی واضح کر دیا ہے کہ مسلمانوں کے لیے سال میں صرف دو تہوار یعنی دو عیدیں ہیں۔ان کے علاوہ دوسرے تہوار یا جشن جیسے سالگرہ منانا' قومی دن کا انعقاد کرنا یا وہ باقاعدہ جشن جن کے لیے سال میں یا مہینے میں کوئی خاص دن مقرر ہو۔اسی طرح کوئی دن یا ہفتہ جو تکرار سے منایا جائے اور لوگ اس کے منانے کا اہتمام کریں' یہ مشابہت کی ایسی واضح باتیں ہیں جن کے متعلق شرعی نصوص موجود ہیں۔

③ **عبادات سے متعلق امور:** نبی علیہ السلام نے اپنے بہت سے فرامین میں تفصیل کے ساتھ عبادات میں کفار کی اختیار کرنے سے منع فرمایا اور ان باتوں کا بھی تذکرہ فرمایا جن میں مشابہت ممنوع ہے۔ جیسے

---

①: اس سے مراد ہے حق اور اہل سنت کو چھوڑ دینا ورنہ اجتہادی مسائل میں اختلاف اس میں داخل نہیں کیونکہ یہ دین سے علیحدگی نہیں۔

مغرب کی نماز میں تاخیر روزہ افطار کرنے میں دیر کرنا' سحری کھائے بغیر روزہ رکھنا اوراس طرح کی کچھ دوسری چیزیں جن کی تفصیل بعد میں آئے گی (انشاءاللہ)

④ **عادات واطوار اور اخلاق:** آخری قسم کا تعلق عادات واطوار اور اخلاق سے ہے۔جیسے لباس وغیرہ جسے''**الھدی الظاھر** ''سے موسوم کیا گیا ہے۔''**الھدی الظاھر** ''سے آدمی کی ہیئت کذائی 'ظاہری شکل وصورت'لباس'طور واطوار اور عادات واخلاق وغیرہ مراد ہے۔ان باتوں میں بھی واضح طور پر کہیں مختصر اور کہیں تفصیل سے مشابہت اختیار کرنے سے روکا گیا ہے۔

مثلاً ڈاڑھی منڈوانے سے روکا گیا ہے۔سونے کے برتن استعمال کرنا اور ایسا لباس پہننا جو کفار کا شعار وامتیاز ہو ممنوع قرار دے دیا گیا ہے بے پردگی' مردوں اور عورتوں کا آزادانہ میل جول' مردوں سے مشابہت اور عورتوں کی مردوں سے مشابہت اور اسی قسم کی دوسری عادات میں مشابہت سے منع کیا گیا ہے اختیار کرنے سے منع فرمایا اور ان باتوں کا بھی تذکرہ فرمایا جن میں مشابہت ممنوع ہے ۔جیسے مغرب کی نماز میں تاخیر روزہ افطار کرنے میں دیر کرنا' سحری کھائے بغیر روزہ رکھنا اوراس طرح کی کچھ دوسری چیزیں جن کی تفصیل بعد میں آئے گی (انشاءاللہ)

مشابہت کے احکام

مشابہت کے تمام احکام کا مکمل تفصیل کے ساتھ احاطہ ممکن نہیں۔ کیونکہ مشابہت کی تمام صورتوں میں ہر ایک کا حکم جاننے کے لیے ضروری ہے کہ اسے شرعی نصوص کی کسوٹی پر پرکھا جائے اور اہل علم اور فقہاء دین کے بتائے ہوئے شرعی قواعد پر پیش کیا جائے۔ مگر یہاں بعض ایسے عمومی احکام ضرور ہیں جن کے ضمن میں مشابہت کی تقریباً تمام صورتیں آجاتی ہیں جو درج کیے جا رہے ہیں:

❁: مشابہت کی اقسام میں سے ایک قسم ایسی ہے جس کا اختیار کرنا شرک اور کفر ہے جیسے عقائد وعبادات میں مشابہت اختیار کرنا۔ اسی طرح یہودیوں' عیسائیوں اور مجوسیوں سے ان باتوں میں مشابہت جو عقیدہ توحید سے متصادم ہیں۔ مثلاً تعطیل کا عقیدہ اختیار کرنا یعنی اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات کا انکار اور ان میں الحاد کی راہ اپنانا۔ اور اللہ تعالیٰ کا اپنی مخلوق میں حلول کرنا اور اپنی مخلوق کے ساتھ اتحاد کا گستاخانہ عقیدہ رکھنا۔ اسی طرح انبیاء اور صالحین کی تقدیس وتعظیم کے ساتھ ساتھ ان کی عبادت کرنا۔ اللہ کے سوا ان کو پکارنا۔ وضعی قوانین' انسان کے تخلیق کردہ نظام اور ضابطوں کو ایسے قوانین سمجھ لینا جن کے مطابق فیصلے کیے جائیں' ان سب باتوں کا ارتکاب شرک اور کفر ہے۔

❁: مشابہت میں کچھ ایسی چیزیں ہیں جو کفر یا شرک تک تو نہیں پہنچتیں۔ تاہم وہ فسق وفجور اور گناہ معصیت کے زمرے میں ضرور آتی ہیں۔ جیسے بعض عادات واطوار میں کفار کی تقلید وپیروی۔ مثلاً بائیں ہاتھ سے کھانا پینا' مردوں کا سونے کی انگوٹھی پہننا' یا سونے کے دوسرے زیورات استعمال کرنا' ڈاڑھی منڈوانا' مردوں اور عورتوں کا ایک دوسرے سے مشابہت اختیار کرنا اور اسی طرح کی دوسری چیزیں اس قسم میں شامل ہیں۔

❁: مشابہت کے باب میں کچھ چیزیں ایسی ہیں جن کا اختیار کرنا مکروہ ہے اور یہ وہ ہیں جن کا حکم

واضح نہ ہونے کی بناء پر حرام اور مکروہ کے درمیان معلق ہے۔اس سے مراد وہ دنیاوی چیزیں اور عام عادات واطوار ہیں جن کی حرمت واضح نہیں اور وہ کراہت واباحت کے مابین ہیں مگر مسلمانوں کو مشابہت سے محفوظ رکھنے کے لیے ان کا اختیار کرنا مکروہ کے حکم میں آتا ہے۔

یہاں ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا کفار کے کچھ ایسے کام بھی ہیں جو ہمارے لیے مباح ہیں۔اس کا جواب یہ ہے کہ وہ کام مباح ہیں جو صرف کفار کے ساتھ خاص نہیں اور نہ ان کا طرہ امتیاز سمجھے جاتے ہیں۔ان کے کرنے سے نہ تو وہ پرہیزگار اور صالح مسلمانوں سے ممتاز ومنفرد نظر آتے ہوں اور نہ وہ ایسے کام ہوں جن کے کرنے سے مسلمانوں میں فتنہ وفساد پھوٹنے کا اندیشہ ہو یا ان کا کرنا مسلمانوں کے زوال اور کافروں کی ترقی کا سبب بنے۔مباح کاموں میں سے ایک تو خالص مادی ترقی ہے یا وہ ایجادات وغیرہ ہیں جن میں ان کی پیروی مسلمانوں کے لیے نقصان دہ نہیں۔اسی طرح وہ خالص دنیاوی علوم جو اسلامی عقائد واخلاقیات سے متصادم نہیں وہ بھی مباح ہی سمجھے جائیں یہی نہیں بلکہ بعض اوقات یہ خالص دنیاوی علوم جو کفار کے پاس ہیں ان سے فائدہ اٹھانا مسلمانوں پر واجب ہو جاتا ہے اور جب ہم خالص کہتے ہیں تو اس سے ہماری مراد ہے کہ ان میں کوئی ایسی بات نہ پائی جائے جو شرعی اصول وضوابط یا نصوص سے متصادم ہو یا مسلمانوں کی ذلت واہانت اور تحقیر کا سبب بنے۔لہٰذا جو علوم ان خطرات سے خالی ہوں گے۔ان کے حاصل کرنے میں کوئی قباحت نہیں [1]۔مختصر یہ کہ عقائد وعبادات اور عید وتہوار منانے میں کفار کی مشابہت اختیار کرنا قطعی طور پر حرام ہے۔اسی طرح وہ معاملات جن کا تعلق عادات واطوار سے ہے اگر وہ صرف کفار کے ساتھ ہی خاص ہیں تو حرام ہیں ورنہ ان کا حکم حرام ومکروہ کے درمیان معلق ہوگا اور جن باتوں کا تعلق علوم وفنون یا خالص دنیاوی امور سے ہے جیسے صنعت وحرفت اور اسلحہ سازی وغیرہ تو یہ پہلے بیان کردہ شروط کے ساتھ جائز ہوں گی۔

---

[1]: مسلمانوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ حتی الامکان کوشش کریں کہ وہ کفار کے دست نگر نہ رہیں۔لیکن اس کوشش میں ایسا نہ ہو کہ بنیادی اور واجب احکام کو پس پشت ڈال دیا جائے۔جیسے جہاد،امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ،دعوت وتبلیغ اور اقامت دین وغیرہ ان ⇐

ان لوگوں کی اقسام جن سے مشابہت منع ہے

شرعی نصوص کو جمع کرنے سے ہم بہت سے لوگوں کی اقسام کو جان سکتے ہیں۔

پہلی قسم ---- عام کفار: مجموعی طور پر بلا تخصیص تمام کفار کی مشابہت سے روکا گیا ہے۔اس ممانعت میں مشرکین' یہودی' عیسائی' مجوسی' صابی' ملحد' بے دین اور دوسرے کفار سبھی شامل ہیں۔عبادات 'عادات' لباس اور اخلاق' غرض ہمیں ہر اس چیز میں مشابہت اختیار کرنے سے منع کیا گیا ہے جو کفار کے ساتھ خاص ہوں۔رسول اللہ ﷺ نے جب حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو دو زرد رنگ کے کپڑوں میں ملبوس دیکھا تو فرمایا:

((اِنَّ هَذِهِ ثِيَابُ الْكُفَّارِ فَلَا تَلْبَسْهَا))

''بیشک یہ کفار کا لباس ہے تم اسے مت پہنو''۔

یہ اس بات کی دلیل ہے کہ جو لباس کفار کے خصائص میں سے ہو اس کا پہننا جائز نہیں۔ (۲)

چیزوں کا خیال رکھتے ہوئے کوئی بھی مسلمان شرعی قواعد وضوابط میں رہ کر کسی ملک یا قوم سے دنیاوی فوائد حاصل کرسکتا ہے۔جیسے عام ایجادات وغیرہ سے استفادہ کرنا۔رسول مقبول ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور سلف صالحین کا یہی طریقہ رہا۔صنعت وحرفت اور منفعت وغیرہ میں کفار سے استفادہ کرنے میں کوئی کوئی مضائقہ خیال نہ کرتے' جب تک کہ یہ چیز مسلمانوں کی ذلت وکمتری کا باعث نہ بن رہی ہو۔اور یہ کہنا سوائے مبالغہ آرائی کے اور کچھ نہیں کہ آج کے دور میں مسلمانوں کی ذمہ داریوں میں سے اہم ترین کام فقط مادی ترقی ہی ہے۔بلکہ حقیقت یہ ہے کہ مسلمان پہلے اقامت دین اور شرعی ذمہ داریوں سے عہدہ براں ہوں اور پھر مادی برتری کے لئے کوشاں ہوں۔یہ ایک منطقی امر ہے کہ اقامت دین سے ہی یقینی طور پر دنیاوی ترقی اور برتری کی راہ ہموار ہوگی۔واللہ اعلم۔(۲): آج کے دور میں جس لباس کو امتیازی حیثیت حاصل ہے اور اس کا شمار کفار کے خصائص میں ہوتا ہے وہ پتلون ہے۔مسلم ممالک میں اس کا پہننا جائز نہیں۔اگرچہ یہ مغرب زدہ لوگوں میں بہت مقبول ہے اور ایسے لوگوں کی مسلم ممالک مین کثرت ہے مگر معیار تو دین دار اور متقی لوگ ہوں گے۔اور ہم ⇦

دوسری قسم ----- مشرکین: مشرکین سے عبادات‘ عید وتہوار اور افعال و اعمال میں مشابہت ممنوع قرار دی گئی ہے۔اس طرح سیٹیاں بجانا‘ تالیاں پیٹنا یا اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے کسی کو دنیا میں اپنے لیے اللہ کے ہاں سفارشی یا وسیلہ سمجھنا‘ قبروں پر نذر و نیاز اتارنا‘ چڑھاوے چڑھانا‘ قربانی وغیرہ پیش کرنا اور بعض دوسرے مشرکانہ افعال ہیں جن میں مشرکوں کی مشابہت سے منع کیا گیا ہے۔مشرکین کا ایک طریقہ یہ تھا کہ حج میں میدان عرفات سے سورج غروب ہونے سے پہلے ہی لوٹ آتے۔ایسا کرنا بھی ان سے مشابہت ہے۔سلف صالحین مشرکوں کے اعمال وخصائص کو ناپسند کرتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کا قول ہے:

((مَنْ بَنٰى بِبِلَادِ الْمُشْرِكِيْنَ وَ صَنَعَ نَيْرُوْزَهُمْ وَمَهْرَجَانَهُمْ حَتّٰى يَمُوْتَ حُشِرَ مَعَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ))

(سنن البهيقى، ٩/٢٣٤)

”جس نے مشرکین کے ملک میں گھر بنایا‘ ان کے نوروز ومہرجان کے جشن منائے اور اسی حالت میں اس کی موت آ گئی تو وہ قیامت کے روز انہی کے ساتھ اٹھایا جائے گا“

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے مساجد پر برج وغیرہ کی تعمیر کو ناپسند کیا اور کئی مرتبہ اس سے منع فرمایا کیونکہ وہ اسے مشرکین کے صنم کدوں اور ان کی عبادت گاہوں سے مشابہ خیال کرتے تھے۔

تیسری قسم --- اہل کتاب: اہل کتاب سے مراد یہودی اور عیسائی ہیں۔اور ہمیں ان تمام اعمال سے منع کیا گیا ہے جو ان کے خصائص اور شعائر کی حیثیت رکھتے ہیں۔جیسے یہود و نصاریٰ کے عقائد

دیکھتے ہیں کہ وہ لوگ جو پتلون وغیرہ نہیں پہنتے۔ویسے بھی مروجہ پتلون میں انسانی وقار برقرار نہیں رہتا کیونکہ اس میں مکمل ستر پوشی نہیں ہوتی۔اس طرح کچھ چیزیں کفار کے مختلف گروہوں میں سے ہر گروہ کی الگ سے علامت سمجھی جاتی ہے۔جیسے یہودیوں کا ہیٹ ہے اور عیسائیوں کی صلیب۔واللہ اعلم۔

وعبادات' عادات واطوار' ان کا لباس' عید وتہوار' اسی طرح قبروں پر عمارتیں تعمیر کرنا پھر انہیں سجدہ گاہ بنالینا' تصویریں لگانا' عورتوں کے ذریعے فتنہ انگیزی کرنا' سحری نہ کھانا' بڑھاپے کے سفید بالوں کو نہ رنگنا 'صلیب اٹھانا' ان کے تہوار خود منانا یا ان کے تہواروں میں شریک ہونا' یہ تمام ایسے کام ہیں جن میں یہودیوں اور عیسائیوں کی مشابہت ممنوع ہے۔

چوتھی قسم --- مجوس: مجوسیوں کی عادات وخصائص میں سے ایک آگ کی پرستش ہے۔ اس کے علاوہ اپنے بادشاہوں اور بڑوں کو حد سے بڑھا کر مقدس جاننا' سر کے پچھلی جانب سے بال منڈوا کر اگلے حصے کے بال چھوڑ دینا' ڈاڑھی منڈوانا اور مونچھیں بڑھانا' سیٹیاں بجانا اور سونے چاندی کے برتن استعمال کرنا' یہ سب مجوسیوں کے اعمال واطوار ہیں جن کا اختیار کرنا ان کی مشابہت ہے جو ممنوع قرار دی گئی ہے۔

پانچویں قسم --- اہل فارس اور اہل روم: روم اور فارس کے لوگ اگرچہ اہل کتاب کے ضمن ہی میں آتے ہیں تاہم علیحدہ سے بھی ایسی باتوں کے اختیار کرنے سے منع کیا گیا ہے جو ان کا امتیاز سمجھی جاتی ہیں۔ جیسا کہ عادات وعبادات اور تمام قسم کے مذہبی رسم ورواج مثلاً اپنے اکابر کی حد سے بڑھی ہوئی تعظیم وتقدیس نیز مذہبی پیشواؤں کی پیروی واطاعت میں ایسی باتوں کو بھی شریعت سمجھ بیٹھنا جنہیں اللہ تعالیٰ نے شریعت کا درجہ نہیں دیا اور اسی طرح دین میں غیر ضروری تشدد اختیار کرنا ان اقوام کے خصائص ہیں۔

چھٹی قسم --- غیر مسلم: غیر مسلم عجمیوں سے مشابہت بھی جائز نہیں اس کی بنیاد نبی علیہ السلام کا یہ فرمان ہے:

« نَهَى أَنْ يَجْعَلَ الرَّجُلُ فِي أَسْفَلِ ثِيَابِهِ حَرِيْرًا مِثْلَ الأَعَاجِمِ أَوْ يَجْعَلَ عَلٰى مُنْكِبَيْهِ حَرِيْرًا مِثْلَ الأَعَاجِمِ »

آپ نے اس بات سے منع فرمایا کہ کوئی شخص عجمیوں کی طرح اپنے لباس کے نیچے یا کندھوں پر ریشم کا کپڑا استعمال کرے"

آپ ﷺ نے کسی شخص کے لیے تعظیماً کھڑا ہونے سے بھی منع فرمایا۔ بلکہ آپ ﷺ نے اس بات سے بھی روک دیا اگر امام کسی وجہ سے نماز بیٹھ کر پڑھے تو مقتدی پیچھے کھڑے ہوں' اس احتیاط کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ عام دیکھنے والے کہیں یہ نہ سمجھ بیٹھیں کہ کھڑے ہونے والے مقتدی امام کی تعظیم میں کھڑے ہیں۔ حدیث پاک میں اس ممانعت کا سبب یہ بیان کیا گیا ہے کہ یہ طریقہ تعظیم عجمیوں کے انداز سے مشابہت رکھتا ہے۔ چونکہ وہ اپنے اکابر' روساء اور بڑوں کے لیے کھڑے ہوتے تھے اسی لیے یہ عمل مشابہت کی بنا پر ممنوع ٹھہرا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ عجمی اور مشرکین و کفار جیسا لباس پہننے سے سختی سے منع فرماتے۔ ایسی بہت سی باتوں کی طرف سلف صالحین نے توجہ دلائی ہے۔

ساتویں قسم --- جاہلیت اور جہلا: جاہلیت کے ان تمام اعمال سے عمومی طور پر منع کر دیا گیا ہے جیسے بے پردگی یعنی عورتوں کا حسن و زینت دکھائے پھرنا۔ اسی طرح جہلاء کی طرح احرام باندھنے کے بعد اپنے اوپر کسی چیز کا سایہ نہ پڑنے دینا' جیسے آج کل روافض کرتے ہیں۔ جسم کی نمائش اور عریانی و فحاشی' قومی عصبیت' حسب و نسب پر فخر و غرور' دوسرے نسب ناموں پر طعن و تشنیع ماتم کرنا اور ستاروں کے ذریعے بارش مانگنا۔ رسول مقبول رضی اللہ عنہ نے اسلام کے پیغام کے ساتھ ان تمام جاہلی احوال' افعال 'رسم و رواج' آباؤ اجداد کی تقلید اور ان کے نقش قدم پر چلنا' اور جاہلیت میں قائم ہونے والے بازار سب پر خط تنسیخ پھیر دیا۔ ان چیزوں میں بے پردگی' اختلاط مرد و زن اور سود وغیرہ بھی شامل ہیں۔

آٹھویں قسم --- شیطان: شیطان کی مشابہت سے بھی روکا گیا ہے یعنی شیطانی کاموں سے۔ نبی علیہ السلام نے شیطان کے بعض کاموں کا تذکرہ فرمایا اور ان کے اختیار کرنے سے منع فرمایا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

«لَا يَأْكُلَنَّ أَحَدُكُمْ بِشِمَالِهِ وَلَا يَشْرَبُ بِهَا فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَأْكُلُ بِشِمَالِهِ وَيَشْرَبُ بِهَا» (صحيح مسلم، كتاب الاشربة، باب اداب الطعام والشراب وأحكامها حديث: ٥٣٦٧)

''تم میں سے کوئی بھی اپنے بائیں ہاتھ سے ہرگز نہ کھائے پیے۔ بیشک شیطان اپنے بائیں ہاتھ سے کھاتا پیتا ہے''۔

یہ ایک قابل افسوس امر ہے کہ اب یہ عادت اکثر مسلمانوں میں پائی جاتی ہے۔اس کا سبب یا تو سستی' تساہل اور بے توجہی یا پھر حق سے روگردانی' تکبر اور شیطان کے دوستوں اور اللہ کے نافرمانوں کی مشابہت اس کا محرک ہیں۔

نویں قسم --- عرب کے وہ گنوار بدو جن میں دین راسخ نہیں ہوا: یہ گنوار لوگ بہت سی ایسی عادات اور رسم ورواج کو ایجاد واختیار کرتے ہیں جن کا اسلام سے دور کا بھی واسطہ نہیں عموماً یہ چیزیں جاہلیت کی میراث ہوتی ہیں۔ یہ بدو لوگ اپنی عادات' رسم ورواج اور اصطلاحات کے معاملے میں بہت سخت ہوتے ہیں اگرچہ یہ چیزیں شریعت کے مخالف ہی کیوں نہ ہوں۔ جیسے جاہلی تعصب حسب ونسب پر فخر' دوسروں کے نسب ناموں پر طعنہ زنی' مغرب کو عشاء کہنا اور عشاء کی نماز کو عتمہ کے نام سے پکارنا۔طلاق کی قسم اٹھانا یا کاموں کو طلاق سے مشروط کرنا۔ چچا کی بیٹی کو کسی دوسری جگہ شادی کرنے سے روکنا اور اسے اپنے چچا زاد ہی سے شادی کرنے پہ مجبور کرنا' یہ تمام کام اور اس طرح کی دوسری جاہلی عادات وغیرہ۔

کفار کی تقلید اور مشابہت کے اسباب

⊙ سب سے پہلے ہمیں اچھی طرح یہ جان لینا چاہیے کہ جن باتوں کی خبر رسول اللہ ﷺ نے دی ہے یا تو وہ واقع ہو چکی ہیں یا پھر یقینی طور پر واقع ہونے والی ہیں۔

⊙ پہلے بیان کئے گئے قواعد وضوابط کی روشنی میں ہمیں یہ بات بھی ذہن نشین کر لینی چاہئے کہ جن لوگوں نے کفار کی مشابہت اختیار کی وہ حرص وہوا کے بندے اہل افتراق ہیں نہ کہ اہل حق یعنی جماعت اہل سنت ۔اور کوئی فرقہ یا گروہ ایسا نہیں جو اہل سنت سے علیحدہ ہوا ہو اور ان میں کم یا زیادہ کفار سے مشابہت کی بیماری نہ پائی جاتی ہو۔

مشابہت کفار کے بعض اہم اسباب

پہلا سبب: اسلام اور مسلمانوں کے خلاف کفار کا مکر وفریب: ظہور اسلام کی ابتداء سے لے کر آج تک اسلام اور اہل اسلام کے خلاف کفار اپنا مکر وفریب جاری رکھے ہوئے ہیں ۔اپنے عقائد وادیان اور خواہشات ونظریات کے مختلف ہونے کے باوجود تمام کفار نے مشترکہ طور پر اسلام کے خلاف سازشوں سے کام لیا اور آج تک اسی میں مشغول ہیں ۔ان کی فریب کاری ہی کے نتیجے میں مسلمان عقائد وعبادات اور طور طریقوں میں ان کی مشابہت کا شکار ہوئے ۔آپس میں اختلاف اور امت کے افتراق ونا اتفاقی کا ایک بڑا سبب کفار کا پھیلایا ہوا دجل وفریب کا جال بھی ہے۔یہی وجہ ہے کہ جو گروہ بھی اس امت سے الگ ہوا اس کے پس منظر میں کفار ہی سرگرم نظر آئے ۔کفار نے افتراق واختلاف کو پھیلانے کے لیے یا تو مسلمانوں کے مالدار اور ہوس پرست طبقے کو اپنا نشانہ بنایا یا ان متفرق گروہوں کے خود ہی لیڈر بن بیٹھے یا خود پیروکار ہونے کا ڈھونگ رچا کر ایسی جماعتوں کو فروغ دیا۔اس لحاظ سے مسلمانوں کو مشابہت میں مبتلا کرنے والے بنیادی اسباب میں سے ایک بڑا سبب کفار کی شر انگیزی اور فریب کاری ہی ہے۔اللہ تعالیٰ نے ہمیں خود اس سے متنبہ فرمایا ہے:

﴿ وَلَنْ تَرْضٰى عَنْكَ الْيَهُوْدُ وَلَا النَّصٰرٰى حَتّٰى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ ﴾ (البقرة: ۲/ ۱۲۰)

''اور یہودی اور عیسائی تم سے ہرگز راضی نہ ہوں گے جب تک کہ تم ان کے طریقوں کو نہ اپنالو''۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ لَا يَأْلُونَكُمْ خَبَالًا وَدُّواْ مَا عَنِتُّمْ قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَآءُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ وَمَا تُخْفِي صُدُورُهُمْ أَكْبَرُ ﴾ (آل عمران:۳/۱۱۸)

''وہ تمہاری خرابی کے کسی موقعہ سے فائدہ اٹھانے میں نہیں چونکتے ۔جس چیز سے تمہیں نقصان پہنچے وہی ان کو پسند ہے ۔ان کے دل کا بغض ان کے منہ سے ظاہر ہوتا ہے اور جو کچھ وہ اپنے سینوں میں چھپائے ہوئے ہیں وہ اس سے شدید تر ہے۔''

دوسری جگہ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿ مَا يَوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوْا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ وَلَا الْمُشْرِكِيْنَ أَن يُنَزَّلَ عَلَيْكُم مِّنْ خَيْرٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ﴾ (البقرة:۲/۱۰۵)

''اہل کتاب میں سے کفار اور مشرکین کو یہ بات پسند نہیں کہ تمہارے اوپر تمہارے رب کی طرف سے کوئی بھلائی نازل ہو''۔

اور فرمایا:

﴿ اِنْ تُطِيْعُوا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَرُدُّوْكُمْ عَلَىٰٓ أَعْقَٰبِكُمْ ﴾ (آل عمران : ۳/۱۴۹)

''اگر تم کفار کے اشارے پر چلو گے تو تم کو الٹا پھیر جائیں گے۔''

اسی طرح فرمایا:

﴿ اِنْ تُطِيعُوْا فَرِيْقًا مِّنَ الَّذِيْنَ أُوْتُوا الْكِتَابَ يَرُدُّوكُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ كٰفِرِيْنَ ﴾ (آل عمران : ۳/۱۰۰)

''اگر تم نے اہل کتاب میں سے ایک گروہ کی بات مانی تو یہ تمہیں ایمان سے پھر کفر کی طرف پھیر لے جائیں گے۔''

ان فرامین کی روشنی میں اس بات میں کوئی شک وشبہ باقی نہیں رہتا کہ کفار کی کل بھی یہ آرزو تھی اور آج بھی وہ اس بات کے شدید خواہشمند ہیں کہ کسی طرح مسلمانوں کو ان کے دین سے پھیر دیں

۔موجودہ دور میں وہ اس معاملے میں ماضی سے کہیں زیادہ فعال اور کوشاں نظر آتے ہیں۔عالمی سطح پر مسلمانوں کی اجتماعی حالت پر غور کرنے والا شخص یہ بات بخوبی محسوس کر سکتا ہے کہ آج کفار امت مسلمہ کے خلاف کس طرح صف آراء ہیں۔وہ اس کوشش میں لگے ہوئے ہیں کہ اپنی عادات واطوار' اپنے نظام' اپنی سیاست اور طرز معاشرت کو مسلمانوں پر مسلط کر دیں۔جس وسیع پیمانے پر آج کفار اپنے حاشیہ برداروں سے ساتھ مل کر مسلمانوں کو اپنی مشابہت کا شکار کرنے کے لیے ٹوٹے پڑ رہے ہیں۔اس کی مثال ماضی میں نہیں ملتی۔

دوسرا سبب: مسلمانوں کی جہالت اور دین سے دوری۔دینی احکام' سلف صالحین کے طریقے اور منہج سے ناواقفیت:

تیسرا سبب: مسلمانوں کا اقتصادی' معنوی اور عسکری میدان میں کمزور ہونا ایک بڑا سبب ہے۔اس سے ان میں زندگی کے مختلف شعبہ جات میں اپنی کمزوری اور کمتری کے ساتھ ساتھ کفار کی فوقیت و برتری کا احساس جڑ پکڑتا ہے۔

چوتھا سبب: منافقین کی فریب کاری: منافقین مسلمانوں ہی کے درمیان بسنے والے ایسے لوگ ہیں جو اسلام کی ابتداء سے لے کر اب تک کفار کی خدمت میں پیش پیش رہے۔یہ ایک فعال اور مضبوط عنصر کی حیثیت رکھتے ہیں۔جو مشابہت کفار کی طرف کھینچنے کے لیے مسلمانوں کے اندر ہمہ وقت موجود رہتے ہیں۔

منافقین سے مراد کئی قسم کے گروہ ہیں:

- منافقین کی ایک قسم کا تعلق کفار سے ہے جو اسلام کو نقصان پہنچانے کے لیے بظاہر مسلمان ہو گئے لیکن درحقیقت میں کافر ہی رہے۔
- دوسری قسم ان لوگوں کی ہے جو دراصل تھے تو مسلمان مگر بعد میں مرتد ہو کر اسلام سے منحرف ہو گئے

⊙ تیسری قسم میں وہ لوگ آتے ہیں جو فسق وفجور اور بدعملی کی طرف مائل ہیں۔اگر چہ وہ مسلمان ہونے کے دعویدار بھی ہیں مگر اپنے دل کی بیماری کی وجہ سے مسلمانوں کو کفار کی مشابہت کی طرف لے جاتے ہیں جبکہ اس کام میں بے دین سیکولر عناصر کا بھرپور ساتھ دیتے ہیں جن کی خواہش اور دلی آرزو ہے کہ مسلمانوں میں حرص وہوس، طمع ولالچ، فحاشی اور بدی عام ہو جائے۔بہرکیف جو صورت حال ہمارے سامنے ہے اس لحاظ سے مسلمانوں کے مشابہت کفار میں مبتلا ہونے کے بہت سے اسباب ہیں۔

وہ باتیں جن سے مشابہت اختیار کرنے سے منع کیا گیا

نمونے کے طور پہ چند باتیں ذکر کی جاتی ہیں جن میں رسول اللہ ﷺ نے مشابہت اختیار کرنے سے منع فرمایا:

⊙: وہ تمام باتیں جن سے شریعت نے بالکل واضح طور پر کفار کی مشابہت اختیار کرنے سے منع فرمایا ان میں سب سے پہلے چیز ہے۔

دین میں فرقہ بندی: یہ ممانعت قرآن وسنت میں بہت سی جگہوں پہ موجود ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ اِنْ تُطِيعُوْا فَرِيْقًا مِّنَ الَّذِيْنَ أُوْتُوا الْكِتَابَ يَرُدُّوكُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ كٰفِرِيْنَ ﴾

(آل عمران: ۳/۱۰۰)

''اگر تم نے اہل کتاب میں سے ایک گروہ کی بات مانی تو یہ تمہیں ایمان سے پھر کفر کی طرف پھیر لے جائیں گے۔''

﴿ وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِيْنَ تَفَرَّقُوْا وَاخْتَلَفُوا مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ ﴾

(آل عمران:۳/۱۰۵)

''اور کہیں تم ان لوگوں کی طرح نہ ہو جانا جو فرقوں میں بٹ گئے اور واضح ہدایت پانے کے بعد پھر

اختلاف میں مبتلا ہوئے‘‘

اسی طرح نبی علیہ السلام کا اس امت کے اختلاف اور افتراق کے متعلق خبر دینا آپ ﷺ نے فرمایا:

((اِفتَرَقَتِ الْيَهُودُ عَلٰى اِحْدٰى وَّ سَبْعِيْنَ فِرْقَةً، وَافْتَرَقَتِ النَّصَارٰى عَلٰى اثْنَتَيْنِ وَسَبْعِيْنَ فِرْقَةً ، وَ تَفْتَرِقُ هٰذِهِ الْأُمَّةُ عَلٰى ثَلَاثٍ وَ سَبْعِيْنَ فِرْقَةً))

(أبو داؤد ، كتاب شرح السنة ، باب افتراق هذه الأمة حديث : ٢٦٤٠)

’’یہودی اکہتر فرقوں میں بٹ گئے اور عیسائی نے بہتر فرقے بنائے جبکہ یہ امت تہتر فرقوں میں تقسیم ہوگی رسول مقبول ﷺ نے افتراق امت کے متعلق یہ خبر اس لیے دی کہ اس اختلاف سے بچا جائے۔‘‘

⊙ اونچی قبریں بنانا' ان پر عمارتیں اور قبے وغیرہ بنا کر انہیں سجدہ گاہ بنالینا۔ مجسمے بنانا اور تصاویر آویزاں کرنا۔ یہ امور بہت سی روایات میں مذکور ہیں۔ ان میں سے مختصر ترین روایات ذیل میں درج کی جاتی ہیں۔

’’حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

((أَمَرَنِي رَسُوْلُ اللهِ ﷺ أَنْ لَا أَدْعَ قَبْرًا مُشْرِفًا اِلَّا سَوَّيْتَهُ ، وَلَا تِمثَالًا اِلَّا طَمِسْتَهُ))

(صحيح مسلم حديث:٩٦٩)

مجھے رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ میں کسی اونچی قبر کو سطح زمین سے برابر کیے بغیر اور کسی مورتی کو مٹائے بغیر نہ چھوڑوں‘‘

’’حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

((اِنَّ تَسْوِيَةِ الْقُبُوْرِ مِنَ السُنَنِ ، وَقَدْ رَفَعَتِ الْيَهُوْدُ وَالنَّصَارىٰ فَلَا تَتَشَبَّهُوْا بِهِم))

(اقتضاء الصراط المستقيم: ١/٣٤٢)

’’بیشک قبروں کا برابر کرنا سنت میں سے ہے۔ یہودیوں اور عیسائیوں نے قبریں اونچی بنالیں تم ان سے مشابہت نہ کرو‘‘۔

یعنی قبروں پر عمارتیں بنانے میں ان کی مشابہت نہ کرو۔ قبر پر عمارت بنانا یا صرف قبر ہی کو اونچا بنانا یہ ایک ایسا فتنہ ہے جس میں آج کل بہت سے مسلمان اپنے اپنے ممالک میں مبتلا نظر آتے ہیں۔ اور یہ چیز رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان کے مصداق ہے کہ آپ نے فرمایا:

((لَتَرْكَبُنَّ سُنَنَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ)) (بخاری)

''تم ضرور اپنے سے پہلوں کے طریقوں کی پیروی کرو گے''۔

انہی طریقوں میں سے ایک یہ ہے کہ انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لینا۔ مطلب یہ ہے کہ ان قبروں پر مساجد بنانا اور وہاں نماز ادا کرنا اور پھر اس طرح کی تعمیر صالحین کی قبروں پہ کرنا ان بزرگوں کو مسجد میں دفنانا اگرچہ مسجد پہلے سے بنی ہوئی ہو یا بعد میں بنائی جائے' ان سب باتوں سے منع فرمایا گیا ہے۔ اسی طرح قبروں پہ اس لیے جانا کہ ان کے پاس جا کر دعا مانگی جائے یا ان قبر والوں کو اللہ کے سوا پکارا جائے یا اللہ کی قربت کے حصول کے لیے متعین کی گئیں راہیں اور وسائل ان کا قرب حاصل کرنے کے لیے اختیار کیے جائیں یہ سب کچھ یہودیوں اور عیسائیوں ہی کے افعال ہیں جن سے بچنے کی آپ ﷺ نے بڑی سختی سے تلقین فرمائی ہے۔

آپ ﷺ نے اپنی وفات سے صرف پانچ روز قبل یہ ارشاد فرمایا:

((اِنِّیْ أَبْرَأُ اِلَی اللهِ أَنْ يَكُوْنَ لِيْ مِنْكُمْ خَلِيْلٌ فَاِنَّ اللهَ قَدِ اتَّخَذَنِيْ خَلِيْلًا ، كَمَا اتَّخَذَ اِبْرَاهِيمَ خَلِيْلًا ، وَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا مِنْ أُمَّتِیْ خَلِيْلًا لَاتَّخَذْتُ أَبَابَكْرٍ خَلِيْلًا ، أَلَا وَاِنَّ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ يَتَّخِذُوْنَ قُبُوْرَ أَنْبِيَائِهِمْ وَصَالِحِيْهِمْ مَسَاجِدَ ، أَلَا فَلَا تَتَّخِذُوْا الْقُبُوْرَ مَسَاجِدَ فَاِنِّي أَنْهَاكُمْ عَنْ ذٰلِكَ)) (صحیح مسلم ، الحدیث:٥٣٢)

''میں اللہ تعالیٰ کے ہاں اس بات سے بری الذمہ ہوں کہ کوئی میرا خلیل ہو بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنا خلیل بنایا ہے جیسے اس نے ابراہیم علیہ السلام کو اپنا خلیل بنایا اور اگر بالفرض میں اپنی امت میں سے کسی کو

اپنا خلیل بناتا تو وہ ابوبکر ہوتے جنہیں میں اپنا خلیل بناتا۔ خبردار! تم میں سے پہلوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو مساجد بنالیا۔ خبردار! تم قبروں کو مساجد نہ بنانا میں تمہیں اس سے روکتا ہوں۔

ایک اور روایت میں آپ ﷺ نے فرمایا:

((أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ : قَاتَلَ اللّٰهُ الْيَهُوْدَ اتَّخَذُوْا قُبُوْرَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ))

(صحيح بخاري ، حديث : ٤٣٧)

''اللہ تعالیٰ یہود کو ہلاک کرے جنہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا۔''

دوسری روایت میں اس طرح ہے۔

((لَعَنَ اللّٰهُ الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى اتَّخَذُوْا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ))

(صحيح مسلم ، حديث : ٥٣٠)

''اللہ تعالیٰ یہود پر لعنت کرے کہ انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا۔''

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب اپ ﷺ مرض الموت میں تھے تو آپ ﷺ نے اپنے اوپر اوڑھی ہوئی چادر کو اپنے چہرہ مبارک سے ہٹاتے اور کبھی اس کو ڈھانپتے اس کیفیت میں آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

((لَعَنَ اللّٰهُ عَلَى الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى، اتَّخَذُوْا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِد، يُحَذِّرُ مَا صَنَعُوْا)) (صحيح بخارى حديث : ٤٣٥، ٤٣٦۔ صحيح مسلم ، حديث : ٥٣١)

''یہودیوں اور عیسائیوں پر اللہ کی لعنت ہو کہ انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو مساجد بنالیا۔ آپ ڈراتے تھے اس سے جو انہوں نے کیا۔''

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے قصہ میں ہے کہ انہوں نے حبشہ میں ایک کلیسا دیکھا پھر اس کی خوبصورتی اور اس میں موجود تصاویر کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے تذکرہ کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

((أُولَئِكَ قَوْمٌ إِذَا مَاتَ الْعَبْدُ الصَالِحُ أَوِ الرَّجُلُ الصَّالِحُ بَنَوْا عَلَى قَبْرِهِ مَسْجِدًا وَ صَوَّرُوْا فِيْهِ تِلْكَ الصُّوَرِ أُوْلَئِكَ شِرَارُ الخَلْقِ عِنْدَ اللهِ عَزَّوَجَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ))

(صحيح بخاري ، حديث : ٤٣٦ صحيح مسلم ، حديث : ٥٢٨)

''یہ ایسی قوم ہیں کہ جن ان کا کوئی نیک آدمی وفات پا جاتا تو اس کی قبر پر مسجد بنا لیتے اور پھر اس میں تصویریں وغیرہ بناتے یہ اللہ کے نزدیک بدترین مخلوق ہیں۔''

مندرجہ بالا امور ان بڑے کاموں میں شمار ہوتے ہیں جن میں آج کے مسلمان مشابہت کا شکار ہیں۔

⊙ مشابہت میں ایک بڑی خطرناک صورت عورتوں کے ذریعے فتنہ انگیزی ہے اور یہ کفار ہی کی عادت ہے۔ عورتوں کے ذریعے فتنہ انگیزی کا مطلب ہے کہ انہیں چادر اور چار دیواری سے نکال کر شمع محفل بنا دیا جائے۔ پردہ نام کی کوئی چیز باقی نہ رہے تاکہ مرد حضرات نسوانی فتنہ کا شکار ہوں اس کام کے لیے عورتوں ہی کو خاص کرنے کی چند وجوہات ہیں:

① کیونکہ عورتیں دنیا کی ظاہری چمک دمک اور جھوٹی شان و شوکت سے زیادہ متاثر ہوتی ہیں۔

② کیونکہ ان میں تقلید و نقل اور اس میں مبالغہ کا بہت زیادہ شوق ہوتا ہے۔

③ کیونکہ عورت کی جبلت میں یہ بات شامل ہے کہ وہ مرد کا دل لبھائے اور اس کے لیے زیب و زینت کرے۔ جب عورت نمائش کے لیے زیبائش کرتے ہوئے بے پردگی اختیار کرتی ہے اور عزت و وقار اور حجاب کو چھوڑ بیٹھتی ہے تو مرد اپنی فطری کمزوری کی بناء پر اس کی طرف مائل ہو جاتا ہے۔ زیادہ تر اہل کتاب اور کفار کے عادات و اخلاق میں اور ان کے تہواروں میں عورتوں کو متوجہ کیا جاتا ہے۔ پھر بچوں اور عام بیوقوف قسم کے لوگوں کو تاکہ ان پر وہ اپنے حسن کا رنگ جما سکیں۔

قابل افسوس امر یہ ہے کہ عورتوں کے ذریعے فتنہ انگیزی کی اس کافرانہ خصلت میں آج بہت سے مسلمان مبتلا ہو چکے ہیں جبکہ نبی علیہ السلام نے اس فتنہ سے ڈرایا اور خبردار فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((فَاتَّقُوْا الدُّنْيَا وَاتَّقُوْا فَإِنَّ أَوَّلَ فِتْنَةِ بَنِي إِسْرَائِيْلَ كَانَتْ فِي النِسَاءِ))

(صحیح مسلم ،حدیث : ۲۷٤۲)

”دنیااورعورتوں کے فتنہ سے بچو بیشک بنی اسرائیل میں پہلا فتنہ عورتوں ہی کا تھا۔“

جب عورت خود مختار اور مکمل آزاد ہو جائے اور مرد اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ حدود کے معاملے میں عورتوں کے سامنے نرم پڑ جائیں' عزت وحشمت' شرم وحیا اور حجاب وغیرہ کی بنیادی صفات جاتی رہیں تو بس سمجھ لیجئے کہ یہی وہ راہ ہے جو فتنہ کی طرف لے جانے والی ہے۔اور جب بھی امت مسلمہ اس قبیح عادت کا شکار ہوگی تو اسے دین اور دنیا دونوں سے ہاتھ دھونے پڑیں گے اور اس میں فتنے پھوٹ پڑیں گے [۳]

④ جن کاموں سے آپ ﷺ نے کفار سے مشابہ ہونے کی بنا پر روکا ان میں سے ایک یہ ہے کہ بڑھاپے کے سفید بالوں کو یہود ونصاریٰ کی مشابہت میں بغیر رنگے ہوئے یونہی چھوڑ دیا جائے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اِنَّ الیَهُودَ وَالنَّصارٰی لَا یَصْبَغُوْنَ فَخَالِفُوْهُمْ))

(صحيح بخاري ، حديث ٣٤٦٢ ـ صحيح مسلم ، حديث:٢١٠٣)

”یہودی اور عیسائی بالوں کو نہیں رنگتے پس تم ان کی مخالفت کرو۔“

نوٹ: بالوں کو رنگنے میں یہ خیال ضرور رہے کہ انہیں سیاہ نہ کیا جائے جیسے یہ بات دوسری روایت سے ثابت ہے۔

⑤ ڈاڑھی منڈوانے سے بھی منع کیا گیا ہے کیونکہ ڈاڑھی منڈوا کر مونچھیں کٹوانا مشرکین' مجوسی' یہودی اور عیسائی لوگوں سے مشابہت ہے۔رسول اللہ ﷺ کی بہت سی احادیث میں یہ بات ثابت ہے کہ ڈاڑھی کو معاف کر دیا جائے اور مونچھوں کو صاف کیا جائے اور اس کی علت میں آپ نے فرمایا کہ یہ مشرکین اور مجوس کی مخالفت ہے۔آپ علیہ السلام نے فرمایا:

((خَالِفُوا الْمُشْرِكِیْنَ ، أَحْفُوا الشَّوَارِبَ وَأَوْفُوا اللِّحٰی))

---

③:عورت کی عزت واحترام کا شریعت نے حکم دیا ہے لیکن اس کی عزت واحترام کا مطلب قطعاً یہ نہیں ہے کہ اس کی خوشی کے لیے اللہ کی نافرمانی کی جائے یا یہ کہ اللہ تعالیٰ نے مرد کو جو برتری دی ہے وہ اس صفت سے دستبردار ہو جائے۔

(صحيح بخاري ، حديث : ٥٨٩٣ ـ صحيح مسلم ، حديث : ٢٥٩)

"مشرکین کی مخالفت کرو۔ مونچھیں صاف کرو اور ڈاڑھیوں کو معاف کرو۔"

ایک روایت میں ہے: "جزوا الشوارب" یعنی مونچھیں کاٹو۔ ایک اور روایت میں ہے:

((جُزُّوْا الشَّوَارِبَ وَأَرْخُوا اللِّحٰى خَالِفُوا الْمَجُوْسَ)) (صحيح مسلم ، حديث ٢٦٠)

"مونچھیں کاٹو، ڈاڑھی بڑھاؤ مجوسیوں کی مخالفت کرو۔"

⑥ جوتے پہن کر نماز پڑھنے کو ممنوع خیال کرنا۔ اس بات میں بھی کفار کی مشابہت سے روکا گیا ہے اور یہاں خاص طور پر یہودی مراد ہیں کیونکہ وہ جوتوں یا موزوں سمیت نماز نہیں پڑھتے۔ لہٰذا یہودیوں کی مخالفت کی وجہ سے یہ جائز نہیں کہ آدمی مستقل طور پر جوتوں سمیت نماز پڑھنا چھوڑ دے یا ننگے پاؤں ہی نماز پڑھنا ضروری سمجھے یہ ایسی صورت میں ہے جبکہ جوتے پہن کر نماز پڑھنا دوسروں کے لیے تکلیف کا سبب نہ بنے۔

اس کے متعلق فرمان رسول ہے:

((خَالِفُوا الْيَهُوْدَ فَإِنَّهُمْ لَا يُصَلُّوْنَ فِيْ نِعَالِهِمْ وَلَا خِفَافِهِمْ)) (أبوداؤد : حديث :٦٥٢)

"یہود کی مخالفت کرو بیشک وہ جوتوں اور موزوں وغیرہ میں نماز نہیں پڑھتے"۔

یہودیوں کی مخالفت میں اس سنت کی اتباع اکثر جہلاء اور بدعتی لوگوں پر ناگوار گزرتی ہے۔ یہ بات ذہن میں رہنی چاہیے کہ اہل علم جوتوں سمیت نماز ادا کرنے کو اس بات سے مشروط کرتے ہیں کہ یہ تکلیف واذیت کا باعث نہ بنے۔ مثال کے طور پر مسجد کے اندر چٹائی یا قالین وغیرہ بچھا ہوا ہو اور مسجد سے باہر کی زمین جہاں سے نمازی چل کر آیا ہے صاف نہیں، جیسے عموماً شہروں میں ہوتا ہے۔ ایسی صورت میں قالین یا چٹائی وغیرہ پر جوتوں سمیت نماز ادا کرنا درست نہیں۔ نبی علیہ السلام عام مٹی پر نماز ادا فرماتے کہ ان دنوں مسجد کی زمین پر کچھ بھی نہ بچھایا جاتا تھا۔

لہٰذا ایک مسلمان کو سنت نبوی پر عمل پیرا ہونے کا مشتاق ہونے کے ناطے چاہیے کہ جب وہ مسجد کے

بیرونی حصہ میں آئے جہاں کچھ بھی بچھا ہوا نہ ہو تو سنت پر عمل کرتے ہوئے کبھی کبھی وہاں جوتوں سمیت نماز ادا کرے مگر مستقل ایسا نہ کرے کہ اس طرح سلف صالحین سے ثابت نہیں۔

⑦ کفار کی مشابہت میں سے ایک بات یہ بھی ہے کہ حدود وتعزیزات' عدل وانصاف' جزا وسزا اور قوانین کے نفاذ میں کمزور وطاقتور اور ادنیٰ واعلیٰ میں امتیاز روا رکھا جائے۔ یہ ناانصافی اور تفریق یہودیوں کا عمل ہے۔

صحیحین میں حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کی سفارش کا قصہ مذکور ہے جو انہوں نے ایک مخزومی عورت کو بچانے کے لیے کی جس نے چوری کی تھی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((يَا أُسَامَةُ أَتَشْفَعُ فِي حَدٍّ مِنْ حُدُودِ اللهِ اِنَّمَا هَلَكَ بَنُو اِسْرَائِيْلَ أَنَّهُمْ كَانُوْا اِذَا سَرَقَ فِيْهِمْ الشَرِيْفُ تَرَكُوْهُ ، وِاِذَا سَرَقَ فِيْهِمْ الضَعِيْفُ أَقَامُوْا عَلَيْهِ الْحَدَّ وَالَّذِي نَفْسِيْ بِيَدِهِ لَوْ أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَرَقَتْ لَقَطَعْتُ يَدَ هَا))

(صحيح بخاري ، حديث : ٣٤٧٥ ، صحيح مسلم ، حديث :١٦٨٨)

''اے اسامہ تم اللہ کی حدود میں سے ایک حد کے متعلق مجھ سے سفارش کرتے ہو۔ بیشک بنی اسرائیل اسی لیے تباہ ہوئے کہ جب ان میں سے کوئی بڑا عزت دار چوری کرتا تو اسے چھوڑ دیتے اور جب کوئی کمزور چوری کا مرتکب ہوتا تو اس پر حد قائم کردی جاتی۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر میری بیٹی فاطمہ بھی چوری کرتی تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹ دیتا''۔

⑧ نماز میں سدل بھی کفار کی مشابہت ہے لہٰذا اس سے روکا گیا ہے۔ اسی طرح کوئی شخص نماز میں اپنا منہ ڈھاٹا باندھ کر چھپائے رہے تو یہ بھی جائز نہیں کیونکہ اس طرح یہودی کرتے ہیں۔ فرمان نبوی ہے:

((أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم نَهٰى عَنِ السَّدْ لِ فِي الصَّلَاةِ وَأَنْ يُغْطِيَ الرَّجُلُ فَاهُ))

(أبو داؤد ، حديث : ١٤٢ ، ترمذي ، حديث :٣٧٨)

رسول اللہ ﷺ نے سدل سے منع فرمایا اور یہ کہ آدمی اپنا منہ ڈھانپے۔''
بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس ممانعت کی وجہ یہودیوں کا فعل ہونا قرار دیا ہے[۴]۔

⑨ عریانی' بے پردگی اور عورتوں کا بلاضرورت گھروں سے نکلنا' یہ سب چیزیں جاہلیت اور کفار کی مشابہت ہی میں سے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَـٰهِلِيَّةِ الْأُولَىٰ﴾ (الاحزاب ۳۳/۳۳)

''اپنے گھروں میں ٹک کر رہو اور گزشتہ دور جاہلیت کی سج دھج نہ دکھاتی پھرو۔''

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

((لَا تُبْدِ الْعَوْرَةَ وَلَا بِسُنَّةِ الْمُشْرِكِيْنَ)) (اقتضاء الصراط المستقيم ۱/ ۳۴۰)

''اپنا ستر ظاہر نہ کرو اور مشرکین کے طریقے مت اپناؤ۔''

⑩ نماز میں اختصار ممنوع ہے۔ نماز میں اختصار کا مطلب ہے کہ ہاتھ پہلو پر رکھنا۔ حالانکہ نماز میں سنت یہ ہے کہ نمازی اپنے ہاتھ سینے پر باندھے' اس طرح سے دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ کے اوپر ہو۔ اختصار اس لیے ممنوع ہے کیونکہ یہ یہودیوں کے افعال میں سے ہے اور یہ ایک خلاف سنت عمل بھی ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ثابت ہے آپ اسے نماز میں ناپسند کرتیں۔

((لَا تَشَبَّهُوْا بِالْيَهُوْدِ وَقَالَتْ : اِنَّ الْيَهُوْدَ تَفْعَلَهُ))

''یہودی ایسا کرتے ہیں تم یہودیوں سے مشابہت نہ کرو''

⑪ عید و تہوار اور جشن و محافل وغیرہ۔ شرعی طور پر صرف دو عیدیں معروف ہیں۔ یعنی عید الفطر اور عید الاضحیٰ ان کے علاوہ کوئی عید شریعت کے مطابق نہیں۔ بلاشبہ اہل کتاب' کفار' مشرکین' مجوس اور اہل

---

[۴]: السدل نماز میں سدل یہ ہے کہ کوئی کپڑا سر پر اس طرح رکھا جائے کہ وہ سر کے دونوں جانب لٹکتا رہے اور اس کے کونوں کو اپنے کندھوں پر ایک دوسرے کے اوپر نہ رکھا جائے۔

جاہلیت کے ہاں ہی عیدوں کی بھر مار اور کثرت نظر آتی ہے۔ جبکہ نبی ﷺ نے دو سے زیادہ عیدیں منانے سے منع فرمایا۔ اللہ تعالیٰ عباد الرحمٰن کے اوصاف بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

﴿ وَالَّذِيْنَ لَا يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ ﴾ (الفرقان : ٢٥/٨٢)

''اور رحمٰن کے بندے وہ ہیں جو جھوٹ کے گواہ نہیں بنتے۔''

سلف صالحین میں سے اکثر مفسرین نے الزور (جھوٹ) کا مطلب مشرکین و کفار کی عیدیں بتایا ہے۔ عیدیں عبادت کی حیثیت سے شریعت کا حصہ ہیں اور یہ توقیفی ہیں (ابن کثیر)

چونکہ یہ عبادات میں سے ہیں اس لیے جس قدر رسول اللہ ﷺ کی شریعت کے مطابق ہیں، اس کے علاوہ ان میں کمی یا زیادتی ہرگز جائز نہیں۔ اور اگر کسی کے لیے جائز سمجھا جائے کہ وہ امت کے لیے ایک تیسری عید کا اضافہ کرے اس کی مناسبت اگرچہ کچھ بھی ہو تو یہ اللہ کی شریعت کے مقابلے میں ایک دوسری شریعت کے قیام کے مترادف ہوگا۔ جس طرح زیادتی جائز نہیں اسی طرح کسی کو یہ بھی حق نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی مشروع عیدوں میں سے کسی کو ختم کر دے۔ ایسا کرنا شریعت میں دخل اندازی ہے جو صریحاً کفر ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اہل مدینہ کو اپنے یادگار دن یا پرانے تہواروں کو زندہ کرنے سے منع فرما دیا ہے۔

رسول اللہ ﷺ جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو ان کے ہاں دو دن مقرر تھے جن میں وہ کھیلتے یا جشن مناتے۔ آپ ﷺ نے پوچھا یہ دو دن کیسے ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ یہ ہمارے جاہلیت کے دن ہیں جن میں ہم کھیلا کرتے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

((اِنَّ اللّٰہَ قَدْ أَبْدَلَكُمْ بِهِمَا خَيْرًا مِنْهُمَا : يَوْمَ الْأَضْحٰي وَ يَوْمَ الْفِطْرِ))

(ابوداؤد ، حدیث : ١١٣٤)

''بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے ان کے بدلے میں تمہیں ان سے بہتر دو دن دے دیئے ہیں یعنی عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن۔''

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے:

((اِجْتَنِبُوْا أَعْدَاءَ اللهِ فِي أَعْيَادِهِمْ)) (البهيقى للكبرى، ٩/٢٣٤)

''اللہ کے دشمنوں سے ان کی عیدوں میں اجتناب کرو''۔

لہٰذا عید کا ماخذ اور مبدا جب شریعت ہی ہے تو اس میں کسی قسم کی زیادتی یا کمی بالکل جائز نہیں۔ اہل علم کے نزدیک یہ معروف ہے کہ عید سے مراد ہر وہ موقع ومناسبت ہے جو بار بار آئے۔ وہ مہینہ وار ہو 'سالانہ ہو یا ہر سال' دو سال پانچ سال' پانچ یا دس سال کے وقفہ سے آئے۔ اس لیے ایک دن کا تعین کیا گیا ہو یا پورا ہفتہ اس کے لیے مخصوص ہو۔ مختصر یہ کہ ہر وہ موقع اور مناسبت جس کا امت خاص تواتر سے اہتمام کرے' مخصوص ومتعین کو ملحوظ رکھتے ہوئے خاص انداز سے اس استقبال ہو وہ عید کے زمرے میں آئے گا اگرچہ وہ معروف عیدوں میں سے نہ ہی ہو۔

اس طرح قومی دن' جشن تاجپوشی یا تخت نشینی کی یاد اور دوسری مناسبات جیسے فتح وغیرہ کا جشن یا خاص موسم کی آمد کا جشن یہ سب بھی ممنوعہ عیدوں میں شامل ہیں۔

اس کی ایک صورت ہفتوں کا منانا ہے۔ جیسے ہفتہ مساجد اور ہفتہ بہار۔ اگر ان کا بھی وقت بدلتا نہ رہے اور لوگوں میں مقررہ وقت ہی میں اس کا خصوصی اہتمام والتزام ہو تو یہ چیز بھی عید ہی کے ضمن میں آئے گی۔

اصل بات یہ ہے کہ یہ ایک بدعت کا بیج بونے کے مترادف ہے اگرچہ لوگ اسے شروع کرتے وقت شرعی قواعد وضوابط کا خیال رکھیں اور اس ضمن میں ممنوعہ باتوں سے اجتناب بھی کریں مگر ان کے بعد آنے والے لوگ ان چیزوں کو سمجھ نہ پائیں گے۔ وہ ان کاموں کے اس طرح وارث بنیں گے گویا کہ یہ امت کا لازمی حصہ ہیں جبکہ ہر وہ بات جسے شریعت نے لازمی قرار نہیں دیا اگر اسے لازم سمجھ لیا جائے تو گویا اسے شریعت کا درجہ دے دیا گیا۔ لہٰذا ہر ایسا کام جسے شریعت نے فرض نہیں کیا لوگ اسے اپنے

آپ پر لازم کرلیں تو یہ ایک نئی شریعت سازی ہوگی۔اب اس کا نام چاہے عید رکھ لیا جائے یا اسے کسی دن سے موسوم کیا جائے یا ہفتہ مہینہ سے۔یا کسی جشن یا تہوار کے نام سے یاد کیا جائے۔بہر حال نام کوئی بھی رکھ لینے سے حقیقت تبدیل نہیں ہوگی۔اہل علم کے نزدیک یہ تمام کام ممنوع ہیں اور ممنوعہ عیدوں کے زمرے میں آتے ہیں۔

⑫ سحری چھوڑنا۔بغیر سحری کے روزہ رکھنا بھی کفار سے مشابہت ہے۔جیسے یہودی اور دوسرے اہل کتاب کرتے ہیں کہ وہ سحری کا کھانا نہیں کھاتے۔آپ ﷺ نے فرمایا:

((فَصْلُ مَا بَيْنَ صِيَامِنَا وَصِيَامِ أَهْلِ الكِتَابِ أَكْلَةُ السَحُوْرِ))

(صحيح مسلم، حديث: ١٠٩٦)

''اہل کتاب اور ہمارے روزوں میں فرق سحری کے کھانے کا ہے۔''

افسوسناک بات یہ ہے کہ آج کل اکثر مسلمان اس نافرمانی کے مرتکب ہورہے ہیں۔خاص طور پر ایسے افراد جو رات دیر گئے سوتے ہیں اور سونے سے پہلے کھانا کھالیتے ہیں یا بسا اوقات نہیں بھی کھاتے۔رات دیر تک جاگتے رہنے کی وجہ سے جب سحری کا وقت قریب آتا ہے تو نیند ان کو آگھیرتی ہے لہٰذا سو جاتے ہیں اور سحری کا وقت نکل جاتا ہے۔یہ لوگ بلاشبہ اپنے عمل سے جان بوجھ کر سحری چھوڑتے ہیں اور یہ جائز نہیں بلکہ کفار و یہود کا طریقہ ہے۔اگر اس میں اور گناہ نہ بھی ہو پھر بھی پیارے پیغمبر علیہ السلام کے حکم کی مخالفت ہی ایک بہت بڑی غلطی ہے۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَن تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيمٌ ﴾

(النور ٢٤/ ٦٣)

''رسول اللہ ﷺ کے حکم کی خلاف ورزی کرنے والوں کو ڈرنا چاہیے کہ وہ کسی فتنہ میں گرفتار نہ ہوجائیں یا ان پر دردناک عذاب آجائے''

⑬ افطار میں تاخیر کرنا: روزہ دار کے لیے افطار میں جلدی کرنا سنت ہے اس سے یہود و نصاریٰ کی

مخالفت ہوتی ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا:

((لَا یَزَالُ الدِّیْنُ ظَاهِرًا مَا عَجَلَ النَّاسُ الْفِطْرَ ، لِأَنَّ الْیَهُودَ وَالنَّصَارٰی یُؤَخِّرُوْنَهُ)) (أبوداؤد ،حدیث ۲۳۵۳ ، ابن ماجه ، حدیث : ۱۶۸۹)

''دین ہمیشہ غالب رہے گا جب تک لوگ افطار میں جلدی کرتے رہیں گے کیونکہ یہود و نصاریٰ اس میں تاخیر کرتے ہیں۔''

افطاری میں تاخیر کی عادت بھی بعض لوگوں میں پائی جاتی ہے خاص طور پر رافضی شیعہ بکثرت ایسا کرتے ہیں۔ یہ لوگ مغرب کی نماز دیر سے ادا کرتے ہیں۔ اسی طرح افطار میں یہاں تک تاخیر کرتے ہیں کہ آسمان پر ستارے چمکنے لگتے ہیں۔

کچھ لوگ بلاوجہ غیر ضروری احتیاط اور دین میں شدت پسندی کی بنا پر بھی اس کیفیت کا شکار ہو جاتے ہیں۔ یہ لوگ بسا اوقات موذن پر بھی بھروسہ نہیں کرتے۔ بلکہ آنکھوں سے ڈوبتا ہوا سورج دیکھ کر بھی تسلی نہیں ہوتی۔ نتیجہ کے طور پر افطار کا صحیح وقت گنوا دیتے ہیں۔ اور افطار میں تاخیر کر کے سمجھتے ہیں کہ انہوں نے بہت احتیاط سے کام لیا ہے حالانکہ یہ سوائے شیطانی وسوسہ کے اور کچھ بھی نہیں کیونکہ اس وجہ سے ایک ممنوعہ فعل سرزد ہوا۔ جبکہ سنت نبوی تو یہ ہے کہ سحری تاخیر سے کی جائے اور افطار میں جلدی کی جائے۔ اور یہ بھی سنت مطہرہ سے ثابت ہے کہ یہود کے ہاں نماز مغرب اتنی تاخیر سے ادا کی جاتی ہے کہ آسمان پر ستاروں کے جھرمٹ جگمگانے لگتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

((لَا تَزَالُ أُمَّتِيْ عَلَى الْفِطْرَةِ مَا لَمْ یُؤَخِّرُوْا الْمَغْرِبَ اِلَی اشْتِبَاکِ النُّجُوْمِ))

(أبوداؤد ، حدیث : ۳۱۸ ، وابن ماجه ، حدیث : ۶۷۹)

''میری امت فطرت پر قائم رہے گی جب تک وہ مغرب کی نماز کو ستاروں کے چمکنے تک متاخر نہیں کریں گے۔''

اس کی وضاحت دوسری حدیث میں یوں آئی ہے کہ یہ یہودیوں اور عیسائیوں کی مشابہت ہے۔

⑭ حائضہ عورت کو کھانے پینے، اٹھنے بیٹھنے اور ملنے جلنے میں بالکل الگ کر دینا یہ بھی یہود کی عادات میں سے ہے۔وہ حائضہ عورت کے ساتھ نہ کھاتے پیتے ہیں اور نہ اٹھتے بیٹھتے ہیں بلکہ اسے گھر میں بالکل الگ کر دیتے ہیں۔آپ ﷺ نے اس سے منع فرمایا۔جب مدینہ منورہ کے بعض مسلمانوں نے جو یہود کے ان افعال کو دیکھتے تھے، آپ ﷺ سے اس کے متعلق دریافت کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

((اِصْنَعُوْا کُلَّ شَيْ ءٍ اِلَّا النِّکَاحَ)) (مسلم حدیث: ۳۰۲)

''جماع کے علاوہ ہر قسم کا میل ملاپ رکھو۔''

⑮ سورج کے طلوع وغروب ہونے کے اوقات میں نماز سے ممانعت اس لیے ہے کہ کافر سورج کے طلوع وغروب کے وقت اس کے سامنے سجدہ ریز ہوتے ہیں۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((صَلِّ صَلَاةَ الصُّبْحِ ثُمَّ اقْصِرْ عَنِ الصَّلَاةِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ حَتَّى تَرْتَفِعَ فَإِنَّهَا تَطْلُعُ حِيْنَ تَطْلُعُ بَيْنَ قَرْنَيْ شَيْطَانٍ وَ حِيْنَئِذٍ يَسْجُدُ لَهَا الْكُفَّارُ))

(صحیح مسلم ، حدیث : ۸۳۲)

''صبح کی نماز پڑھ لو تو پھر ہر قسم کی نماز سے رکے رہو یہاں تک کہ سورج طلوع ہو کر بلند ہو جائے پس جب یہ طلوع ہوتا ہے تو شیطان کے سینگوں کے درمیان طلوع ہوتا ہے اور اس وقت کافر اسے سجدہ کرتے ہیں۔''

اور ایسا ہی آپ ﷺ نے اس کے غروب ہونے کے متعلق بھی فرمایا۔

⑯ تعظیماً کھڑے ہونے سے ممانعت خاص طور پر جب وہ شخص کہ جس کے لیے تعظیماً کھڑا ہوا جا رہا ہے کسی بلند مقام ومرتبہ کا مالک ہو یا بڑے لوگوں میں سے ہو تو اس کے لیے کھڑے ہونا جائز نہیں ۔بہت سی احادیث میں اس کی ممانعت آئی ہے۔اس ضمن میں رسول اللہ ﷺ کا وہ فرمان اپنے دامن میں بہت احتیاط لیے ہوئے ہے جس میں آپ نے اس بات سے منع فرمایا کہ امام بیٹھ کر نماز پڑھائے اور مقتدی پیچھے کھڑے ہو کر نماز پڑھیں۔جب امام کو کوئی ایسا عارضہ یا تکلیف ہو کہ اس کے لیے کھڑے

ہونا ممکن نہ رہے تو آپ ﷺ نے یہ طریقہ بتایا ہے کہ مقتدی بھی بیٹھ جائے۔ یہ اس لیے کہ ایسا نہ کرنے سے کہیں عجمیوں کی مشابہت اور نقل وتقلید لازم نہ آئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

((اذا صلّى الامام جالسًا فصَّلُوا جُلوسًا ، وإذا صلَّى الإمام قائمًا فصلّوا قيامًا ، ولا تفعلوا كما يفعل أهل فارس بعظمائها))

(أبوداؤد ، حديث ٦٠٢ ، وابن ماجه ، حديث : ١٢٤٠)

''جب امام بیٹھ کر نماز پڑھے تو تم بھی بیٹھ کر نماز پڑھو اور امام کھڑے ہو کر نماز پڑھو اور اس طرح مت کرو جس طرح اہل فارس اپنے عظماء و اکابر کے ساتھ کرتے ہیں۔''

ایک دوسری روایت میں آپ نے فرمایا:

((ولا تُعظّموني كما تعظّم الأعاجم يعظّمُ بعضها بعضًا)) (أبوداود ، حديث : ٥٢٣٠)

''میری تعظیم میں اس طرح مت کرنا جیسے اہل عجم آپس میں ایک دوسرے کی تعظیم کرتے ہیں''

اور آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اس وقت متنبہ فرمایا جب کھڑے نہ ہو سکنے کی وجہ سے آپ بیٹھ کر نماز پڑھانے لگے اور صحابہ رضی اللہ عنہم پیچھے کھڑے ہو گئے تو آپ نے فرمایا:

((ان كدتم آنفًا لتفعلون فعل فارس والرّوم يقومون علٰى ملوكهم وهم قعود))

(صحيح مسلم ،حديث:٤١٣)

''ابھی ابھی تم نے اہل فارس اور اہل روم جیسا کام کرنا چاہا کہ وہ اپنے بادشاہوں کے لیے کھڑے ہوتے ہیں اور ان کے ملوک و بادشاہ بیٹھے ہوتے ہیں۔''

⑰ میت پر نوحہ کناں ہونا اور مرنے والے پر چیخ و پکار کے ساتھ ماتم وغیرہ بپا کرنا جو جاہلیت کا خاصہ ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

((ليس منّا من ضرب الخدود ، وشقّ الجيوب ودعا بدعوى الجاهلية))

(صحيح بخاري ، حديث : ١٢٩٧)

”وہ ہم میں سے نہیں جو اپنے رخسار پیٹے‘ گریبان چاک کرے اور جاہلیت کی طرح پکارے“۔

بہت سے مسلمان آج اس عادت بد کا بھی شکار ہیں۔

⑱ حسب ونسب پر فخر کرنا اور دوسروں کے نسب پر طعنہ زنی کرنا‘ ستاروں کے ذریعے بارش مانگنا یہ سب جاہلیت کے افعال شنیعہ ہیں جن سے نبی ﷺ نے منع فرمایا۔ آپ نے فرمایا:

((**أربع في أمتي أمر الجاهلية لا يتركونهنّ الفخر في في الأحساب ،والطّعن في الأنساب ، والاِستسقاء بالنّجوم ، والنياحة**)) (صحيح مسلم ، حديث : ٩٣٥)

”چار کام جاہلیت کے ایسے ہیں جو میری امت میں پائے جائیں گے اور وہ انہیں چھوڑیں گے نہیں۔“

(۱) حسب ونسب پر فخر (۲) حسب ونسب میں طعن درازی (۳) ستاروں کے ذریعے بارش مانگنا (۴) نوحہ وماتم کرنا

⑲ قوم‘ مذہب‘ وطن یا کسی علاقائی بنیاد پر جاہلی عصبیت کے شجر خبیثہ کی آبیاری کرنا۔ ہر وہ عصبیت اور نسبت جس کی اساس اسلام کے علاوہ فخر وغرور اور تعصب وتنگ نظری ہو وہ جاہلیت کے افعال میں شمار ہوگی۔ جیسے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((**ليس منّا من دعا الٰی عصبيّة ، وليس منّا من قاتل علٰی عصبيّة ، وليس منّا من مات علٰی عصبيّةٍ**))

”وہ ہم میں سے نہیں جس نے عصبیت کی دعوت دی۔ اور وہ ہم میں سے نہیں جو عصبیت کی خاطر لڑا، اور وہ ہم میں سے نہیں جو عصبیت پر مرا۔“ (أبوداؤد، حديث : ٥١٢١)

”عصبیت ان بڑے امور میں سے ایک ہے جن سے رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا۔ ماضی اور حال

میں مسلمان کثرت سے اس کا شکار ہوئے۔ یہ عصبیت ہی کا بدتر بیج ہے جس کی کاشت سے آج مسلمان فتنوں کا شکار ہیں۔اوراس کے وجود خبیث نے مسلمانوں کی وحدت کو پارہ پارہ کر کے انہیں ایک قوم سے مختلف قوموں میں بانٹ دیا جس کی بناپر مسلمان دنیا میں مختلف ممالک کی تنگ سرحدوں میں محصور ہوکر رہ گئے ہیں۔اوراس نے اسلامی وحدت کوختم کر کے امت مسلمہ کومختلف گروہوں اورٹولیوں میں تقسیم کر کے رکھ دیا۔آج کل کے واقعات نے واضح کردیا ہے کہ مسلمانوں کے درمیان جاہلی عصبیت کو بھڑکانے میں قومیتیں کس طرح اثر انداز ہوئیں ہیں۔صرف قومیت کی بنیاد پر ظالم کی مدد کی جاتی ہے جبکہ رسول اللہ ﷺ اس سے منع فرما چکے ہیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

((**من نصر قومه علٰى غير الحقّ ، فهو كالبعير الّذي ردّي فهو ينزع بذ نبه**))

(أبوداؤد ، حديث :٥١١٨)

”جس نے اپنی قوم کی بغیر حق کے مدد کی وہ اس بے کار اونٹ کے مانند ہے جسے اس کی دم سے پکڑ کر کھینچا جاتا ہو۔“

(۲۰) دسویں محرم یعنی صرف یوم عاشور کا روزہ رکھنا۔کیونکہ یہود اس طرح کرتے ہیں۔آپ ﷺ نے فرمایا:

((**صوموا يوم عاشوراء وخالفوا اليهود ، صوموا قبله يومًا أو بعده يومًا**))

(صحيح مسلم حديث : ١١٣٣،ومسند احمد : ٢٤١/١)

”عاشور کے دن کا روزہ رکھواوراس میں یہودیوں کی مخالفت کرو یعنی عاشورہ سے ایک دن پہلے یا بعد میں بھی روزہ رکھو۔“

(۲۱) عورتوں کا اپنے بالوں کے ساتھ دوسرے بال ملانا یعنی اپنے بالوں کے علاوہ جو اللہ نے دیئے ہیں ان کے ساتھ نقلی بال استعمال کرنا جیسے یہودی کرتے ہیں۔میرے خیال میں اس کی مثال وگ وغیرہ

کی صورت ہے کیونکہ یہ بالوں کے ساتھ ملانے ہی کی ایک شکل ہے جبکہ عورتیں اس سے اپنے طبعی بال بدل ڈالتی ہیں۔ ہاں اگر کسی عورت کے بالکل ہی بال نہ ہوں تو بعض اہل علم شوہر کے لیے بطور زینت وگ وغیرہ کے استعمال کی اجازت دیتے ہیں۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے اس عورت کے قصہ کے ضمن میں جو کہ بال ملاتی ہے ایک حدیث منقول ہے:

((**انّما هلكت بنو اسرائيل حين اتّخذوا هٰذه نساؤهم**))

(صحيح مسلم ، حديث : (٢٧٤٢)

''بیشک بنی اسرائیل ہلاک ہو گئے جب ان کی عورتوں نے مصنوعی بال لگانے کو اپنا وطیرہ بنایا۔''

اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

((**ما كنت أرى أن أحد يفعله الا اليهود**)) (اقتضاء الصراط المستقيم : ١/٢٥٣)

''میں نے سوائے یہود کے اور کسی کو ایسا کرتے نہیں دیکھا''

(۲۲) دلوں کی قساوت اور سختی کا یہ حال ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ کی آیات اور ذکر پاک سے بھی دل میں خوف پیدا نہ ہو بلکہ دل خشوع خضوع سے خالی رہے۔ یہ یہودیوں ہی کے خصائل ہیں جن سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا۔ فرمان ربانی ہے:

﴿ **أَلَمْ يَأْنِ لِلَّذِيْنَ ءَامَنُوٓا أَن تَخْشَعَ قُلُوبُهُمْ لِذِكْرِ اللهِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ وَلَا يَكُونُوْا كَالَّذِيْنَ أُوتُواْ الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلُ فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْأَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوْبُهُمْ** ﴾

(الحديد ٥٧/١٦)

''کیا ایمان لانے والوں کے لیے ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ ان کے دل اللہ کے ذکر سے پگھلیں اور اس کے نازل کردہ حق کے آگے جھکیں اور ان کی طرح نہ ہو جائیں جنہیں پہلے کتاب دی گئی تھی پھر اگر لمبی مدت گزر گئی تو ان کے دل سخت ہو گئے۔''

مذکورہ آیت میں اہل کتاب کا تذکرہ کیا گیا ہے اور جن کو کتاب دی گئی تھی وہ یہودی اور عیسائی ہی ہیں۔

㉓ رہبانیت اور دین میں تشدد عیسائیوں کے خصائل و عادات میں سے ایک بڑی عادت یہ رہی ہے کہ وہ دین میں غلو کرتے ہیں۔ اللہ کی نازل کردہ شریعت میں مبالغہ سے کام لیتے ہیں۔ وہ شرعی امور عبادات وعقائد سے متعلق ہوں یا ان کا تعلق احکامات سے ہو۔ مثلاً تمام چیزوں سے قطع تعلقی کر کے اپنے آپ کو صرف عبادت میں لگا لینا' حصول رزق کے لیے ہاتھ تک نہ ہلانا جہاد چھوڑ بیٹھنا' سفر تک نہ کرنا' حلال اور جائز چیزوں کا استعمال دینداری سمجھتے ہوئے ترک کر دینا[5] یا دین میں یوں تشدد اختیار کرنا کہ آدمی اعتدال کی راہ سے جو کہ خالص اسلام کی راہ ہے ہٹ جائے۔ اور رہبانیت جیسا کہ آپ جانتے ہیں عیسائیوں کے افعال میں سے ہے اور اللہ اور اس کے رسول منع فرما چکے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ

((لا تشدّدوا علٰی انفسکم فیشدد علیکم فانّ قومًا شدّدو علٰی انفسھم فشدّد اللہ علیھم فتلک بقایاھم في الصّوامع والدّیار رھبانیّةً ابتدعوھا ما کتبنا علیھم))

(أبو داؤد ، حدیث: ٤٩٠٤)

''اپنے آپ پر سختی مت کرو ورنہ اللہ بھی تمہارے اوپر سختی کر دے گا۔ پس ایک قوم نے اپنے اوپر سختی کی تو اللہ تعالیٰ نے بھی ان پر سختی کر دی۔ پس یہ گرجا گھر اور عبادت گاہیں ان کی باقیات ہیں انہوں نے رہبانیت کو اختیار کر لیا جو ہم نے ان پر فرض نہیں کی تھی۔''

برادران اسلام! مختصراً یہ کہ مشابہت کا موضوع اہم ترین اور نازک موضوعات میں سے ایک ہے جو مسلمانوں کے خصوصی اہتمام اور توجہ کا متقاضی ہے کیونکہ آج کے دور میں بہت سے مسلمان مشابہت کی ان اقسام کا شکار ہیں جو دینی اعتبار سے انتہائی مذموم ہیں۔ بلکہ بعض گروہ تو اس مشابہت کی بنا پر بدعت

---

⑤: رہبانیت کی بعض صورتوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ خوامخواہ جائز اور مباح چیزوں کو چھوڑنے پر اصرار کیا جائے اور اسے دینداری سمجھا جائے جیسے جوتے نہ پہننا' سواری کے لیے کار وغیرہ استعمال نہ کرنا اور اس طرح کی دوسری مصنوعات جو جائز ہیں ان سے کنارہ کشی کرنا۔

نے فرمایا:

وگمراہی اور کفر وشرک کی راہ پر چل نکلیں ہیں۔اگر چہ یہ مشابہت کا مرض کوئی نیا تو نہیں مگر جس کثرت سے مسلمان آج کے دور میں اس مرض میں مبتلا ہوئے ہیں اس سے پہلے کبھی ایسا نہیں ہوا۔

آج ہم مسلمانوں کو اکثر معاملات میں دوسروں کی تقلید کرتے ہوئے پاتے ہیں سوائے ان کے جنہیں اللہ پاک اس بیماری سے محفوظ رکھے۔بہر حال یہ ایک افسوسناک حقیقت ہے کہ مسلمان اکثر معاملات میں کفار کے نقال اور پیروکار بنے ہوئے ہیں اور یہ پیروی جزوی طور پر عبادات کی کسی ایک قسم یا عادات وغیرہ میں سے کسی مخصوص عادت تک محدود نہیں بلکہ یہ تو ایسا زہر قاتل ہے جس نے پورے کارواں حیات کو مسموم کر کے رکھ دیا ہے۔اندھی تقلید و پیروی کا یہ مرض زندگی کے بیشتر پہلوؤں کو اپنی لپیٹ میں لیے ہوئے ہے۔اس کا تعلق عقائد وشریعت سے بھی ہے اور عادات واطوار سے بھی۔یہ انداز فکر پر بھی حاوی ہے' اس نے اخلاق ومعاشرت کو بھی تباہ کیا ہے۔تعلیمی میدان بھی اس سے محفوظ نہیں ۔اور معیشت وسیاست بھی اس کی زد میں ہیں۔درآمد شدہ خودساختہ قوانین اسی کا زہریلا پھل ہے۔

شرعی احکامات میں اللہ کے دین سے بغاوت اور اس کی حاکمیت تسلیم کرنے سے فرار بھی اسی کا نتیجہ ہے۔اسی وجہ سے اکثر مسلمان جماعتوں اور ممالک کا یہ حال ہے کہ جس طرح انہیں اپنے فیصلوں کے لیے اللہ اور اس کے رسول کی رجوع کرنا چاہیے اس سے کہیں زیادہ وہ کافر ممالک اور تنظیموں کی طرف متوجہ ہوتے ہیں ۔پھر احساس کمتری میں مبتلا ہوجاتے ہیں اور عادات واخلاق' طور واطوار' طرز معاشرت' رہن سہن اور لباس وغیرہ میں اپنے دین سے راہنمائی لینا ضروری نہیں سمجھتے ۔ بلکہ بعض مسلمان ممالک ایسے بھی ہیں جہاں کافرانہ عادات وخصائل بنیادی حیثیت اختیار کر چکے ہیں ۔ جہاں سنت مطہرہ ایک اجنبی چیز ہوکر رہ گئی ہے جس پر عمل تو شاذ ونادر ہی نظر آئے گا اور یہ ایک ایسی حقیقت ہے جس سے تقریبا سبھی واقف ہیں۔ہم اس پاک سرزمین یعنی مملکت سعودی عرب میں دیکھتے ہیں کہ

الحمدللہ اکثر مسلمان ظاہری عادات واطوار میں اسلام پر کاربند ہیں۔اسی طرح احکام ونظام اوراخلاق وعادات بھی بہت حدتک اسلام کے مطابق ہیں۔یہ سب اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے جس کی حفاظت اورشکر ہماری ذمہ داری ہے۔

آخری بات

میں خوداپنے آپ کواوراپنے بھائیوں کوتقویٰ اختیارکرنے کی نصیحت کے ساتھ ساتھ یہ کہوں گا کہ مسلمانوں سے خیرخواہی کی جائے اورجس حالت میں وہ مبتلا ہوچکے ہیں اس سے انہیں نکالنے کی کوشش کی جائے۔اسی طرح عقیدہ توحید' امر بالمعروف اورنہی عن المنکر کا قیام' حدود پرعمل اورشریعت مطہرہ کا نفاذ جوکچھ ہمارے پاس اس ملک میں موجود ہے اس کی قدر کرتے ہوئے حفاظت کریں۔ہماری ذمہ داری ہے کہ اپنی جانب مشابہت وتقلید کے اس بڑھتے ہوئے تباہ کن سیلاب کوروکنے کے لیے اسلامی طرز معاشرت کا مضبوط بند باندھیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعاہے کہ ہمیں ایمان کی زندگی عطافرمائے اورایمان پرہی ہماراخاتمہ ہو۔ہمیں انبیاء' صدیقین' شہداءاورصالحین کے ساتھ اٹھائے۔صراط مستقیم کی طرف ہماری رہنمائی فرماکراپنے غضب کاشکارہونے والوں اورگمراہوں کے راستہ سے بچائے۔

صلی اللہ وسلم علٰی نبیّنا محمد وّآلہ و صحبہ واجمعین .